# ضعیف احادیث پر غیر مقلدین کا عمل

مؤلف

حافظ سید واحد علی قادری

استاذ جامعہ نظامیہ

# ضعیف احادیث
# پر
# غیر مقلدین کا عمل

تالیف

حافظ سید واحد علی قادری

استاذ جامعہ نظامیہ، حیدرآباد، الہند۔

☆ناشر☆

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، حیدرآباد، تلنگانہ

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | ضعیف احادیث پر غیر مقلدین کا عمل |
| تالیف | : | حافظ سید واحد علی قادری، استاذ جامعہ نظامیہ، حیدرآباد، تلنگانہ۔ |
| طبع اول | : | ڈسمبر 2015ء، صفرالمظفر 1437ھ |
| کمپوزنگ | : | محمد یوسف اشرفی نظامی 09700718834 |
| تعدادِ اشاعت | : | دو ہزار -/2000 |
| صفحات | : | 64 |
| قیمت | : | -/50 |
| ناشر | : | ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' حیدرآباد، تلنگانہ |

## ☆☆ ملنے کا پتے ☆☆

- جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن
- ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' حیدرآباد
- دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
- شیخ الاسلام لائبریری اینڈ ریسرچ فاونڈیشن، شبلی گنج، حیدرآباد
- عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد
- دیگر تاجران کتب، شہر و مضافات
- 8-15-85/A/1، محمدیہ کالونی، وٹے پلی، فلک نما، حیدرآباد۔

رابطہ: 08143550232

# فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زین الفقہاء مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا **مفتی خلیل احمد** صاحب **قبلہ** دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ ورکن معزز مسلم پرسنل لاء بورڈ

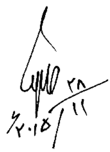
**الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الاکرمین اجمعین اما بعد**

سلف سے مسلمانوں میں ''فقہ'' کے چار ائمہ کے مذاہب پر عمل چلا آ رہا ہے اور اس پر اہل سنت و جماعت کا اجماع بھی ہے، لیکن حالیہ عرصہ میں طبقۂ اہلحدیث جو فقہ کا منکر ہے ائمۂ فقہ پر اور ان کے مذاہب پر بے جا اعتراضات وتنقیدوں کا سلسلہ شروع کیا اور عامۃ المسلمین میں انتشار پیدا کر رہا ہے، عوام کو یہ لوگ غلط باور کرا رہے ہیں کہ ہم صحیح احادیث پر عمل کرتے ہیں، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی لوگ یا تو خلافِ حدیث عمل کر رہے ہیں یا ضعیف روایات پر عمل کر رہے ہیں، اس لئے ان مذاہب کو چھوڑ کر اہل حدیث کے طریقہ کو اپنانا ہی حق ہے۔ ان کے رد میں علماء سلف نے کئی کتابیں تصنیف کیں اور ان کے ہر ہر اعتراض کا مدلل جواب دیا، لیکن وہ اپنے طریقہ پر اڑے ہوئے ہیں۔

عزیز القدر مولوی سید واحد علی صاحب استاذ جامعہ نظامیہ نے ایک مختصر کتاب تالیف کی جس میں ''اہل حدیث'' کے ان طریقوں کو واضح کیا جہاں وہ ضعیف روایت پر عمل کر رہے ہیں، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ﴾ جب خود صحیح احادیث پر عمل کا دعویٰ کرتے ہوئے ضعیف روایت پر عمل کر رہے ہیں تو دوسروں پر اعتراض کا کیا حق ہے؟

قطع نظر اس کے کہ ائمۂ فقہ کے پاس وہ روایات ضعیف ہیں یا نہیں، یہ کتاب عامۃ المسلمین کے لئے ''اہل حدیث'' کے مذہب کو سمجھنے کا فائدہ دیتی ہے اور اس سے ائمۂ اربعہ کے مذہب کے بارے میں جو شکوک وشبہات پیدا کئے جا رہے ہیں، ان کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے اور اس کتاب کو مفید عام بنائے۔

**آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم.**



اشرف العلماء عمدۃ المحدثین حضرت العلام مولانا **محمد خواجہ شریف** صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ وبانی المعھد الدینی العربی

**الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين اما بعد**

کتاب ''ضعیف احادیث پر غیر مقلدین کا عمل'' مفید کتاب ہے، اس میں مذہبی تعصب پسند ذہنیت کی اصلاح کی ایک کامیاب کوشش ہے، مذاہب اربعہ اہل سنت و جماعت پر بارہ سو سال پہلے اعتراضات کرنے والوں کی جانب سے پیدا کئے گئے ہر شبہ کا علماءِ اہل سنت نے ازالہ کیا، آج وسائلِ علم کی فراوانی کی دنیا میں اہلِ دنیا نے اسلام کی حقانیت ظاہری و باطنی آنکھوں سے دیکھ لی، اسی طرح شریعت بیضاء میں ائمہ اربعہ کی امامت اوران کے مذاہب کی حقانیت بھی ہر آنے والے دن دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے، شرق وغرب میں جو داخل اسلام ہوتے ہیں وہ مذاہب اربعہ میں سے کسی نہ کسی مذہب سے وابستہ ہورہے ہیں، یہ ایک حقیقت ہے کہ مذہب حنفی بطور خاص ''الدین یسر'' کا کامل نمونہ ہے اور ائمہ اربعہ کی بنیاد قرآن مجید اور صحیح احادیث ہیں، اس کے باوجود غیر مقلد اصحاب کیوں اس حقیقت کو نہیں سمجھتے؟

فاضل مؤلف مولانا سید واحد علی صاحب استاذ جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے جو کتاب لکھی ہے وہ ''غیر مقلد اصحاب'' جو ائمۂ اربعہ کے مذاہب سے اختلاف اوراختلاف کی محاذ آرائی کو اپنا مقصد بنائے ہوئے ہیں' اُن کے لئے درسِ فکر ہے، نماز کے چند مسائل کی مستدل احادیث کو ضعیف قرار دینا' غیر مقلد اصحاب کا مقصدِ علم وحیات ہے، جن احادیث کی صحت کو محدثین وعلماءِ حق نے ثبت کردیا ہے جب کہ زندگی کے سینکڑوں معاشی، معاشرتی، سیاسی، سماجی مسائل بہت سی ضعیف احادیث پر قائم ہیں، بہرحال ہم ان غیر مقلد اصحاب سے امید کرتے ہیں کہ وہ ثابت شدہ حق کو ضعیف وباطل قرار دینے کی کوشش کے بجائے اپنی اس کوشش کو اشاعتِ اسلام میں صرف کریں، اللہ توفیقِ خیر عطا فرمائے۔

**وصلى الله تعالىٰ وسلم على خير خلقه وآله وصحبه اجمعين.**



حضرت علامہ مولانا **مفتی حافظ سید ضیاء الدین** نقشبندی مجددی قادری دامت برکاتہم

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

**الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله الطيبين الطاهرين واصحابه الاكرمين الافضلين لا سيما الخلفاء الراشدين المهديين ومن والاهم وتبعهم باحسان اجمعين الى يوم الدين اما بعد**

اسلامی قانون کے دو اہم اور بنیادی مصادر قرآن کریم اور احادیث شریفہ ہیں، جبکہ اجماعِ امت اور قیاس واجتہاد کتاب وسنت ہی سے ماخوذ مراجع ہیں، ائمۂ فقہ واجتہاد نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے نہایت ہی جاں سوزی وعرق ریزی سے مسائل کا استخراج واستنباط فرمایا ہے، ان کے مابین فروعی مسائل میں واقع اختلاف نفسانیت وعناد کی بناء پر نہ تھا بلکہ تحقیق واجتہاد کی بنیاد پر تھا، اسی لئے محدثین کرام وصالحین امت نے مدارکِ اجتہاد کے پیش نظر واقع فقہی اختلاف کے باوصف ان حضرات کی عظمت ورفعت، علو منزلت، اخلاص اور للّٰہیت کا اعتراف کیا اور اپنی عقیدت ومحبت کو ان سے وابستہ رکھا، آج بھی علمی دیانت کے تقاضوں پر عمل کرتے ہوئے ائمۂ اربعہ کے پیروکار حضرات اپنے امام متبوع کی تحقیقات سے مکمل طور پر استفادہ کرتے ہیں، ساتھ ساتھ دیگر ائمہ کرام کا احترام بجالاتے ہیں اور ان کی للّٰہیت واخلاص میں ادنیٰ درجہ کا بھی شبہ نہیں کرتے، البتہ بعض وہ اصحاب جو صحیح حدیث پر عمل کا دعویٰ کرتے ہیں اور مختلف مسائل میں ضعیف احادیث پر عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ قیاس واقوالِ اہل علم سے بھی استدلال کرتے ہیں، اپنی اس روش کے باوجود ائمۂ اربعہ کی تحقیقات پر عمل کرنے کو بدعت وضلالت سے تعبیر کرتے ہیں، بعض تو اس کو شرک کی حدوں تک پہنچا دیتے ہیں العیاذ باللہ، بطور خاص امام الائمۃ سراج الامۃ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہی تحقیقات اور حدیثی مستدلات کو ضعیف بلکہ موضوع تک قرار دیتے ہیں اور یہ باور کرواتے ہیں کہ وہ قرآن اور صحیح حدیث پر عمل کرتے ہیں اور احناف کا عمل ضعیف احادیث پر ہے؛ حالانکہ اکابر فقہاء ومحدثین نے پوری تحقیق کے ساتھ واضح کردیا کہ امام اعظم کے مستنبط مسائل قرآن کریم، صحیح وحسن، معتبر اور مستند احادیث شریفہ وآثار مبارکہ سے ماخوذ ہیں۔

ماضی قریب کے بزرگوں میں حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ نظامیہ نے ''حقیقت الفقہ'' میں بڑی شرح وبسط کے ساتھ اس پر گفتگو فرمائی اور حضرت کے اجلۂ تلامذہ میں زبدۃ العارفین حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی

مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ نے ''زجاجۃ المصابیح'' تالیف فرمائی اور اس میں امام اعظم کی مستدل احادیث شریفہ وآثار مبارکہ کو علمی وفنی مباحث کے ساتھ جمع فرمایا جو متلاشئ حق کے لئے ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، غلط فہمی کا شکار بہت سے افراد ان کتابوں کے مطالعہ کے بعد اعتدال کی روش پر چلتے ہوئے اپنی اصلاح کر چکے اور قبولِ حق میں اپنے نفس کو آنے نہ دیا؛ لیکن کچھ دنوں سے بعض اصحاب بڑی شدت کے ساتھ پُرامن ماحول کو متاثر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور جا بجا پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ ہم ''اہل حدیث'' حدیثِ صحیح پر عمل کرتے ہیں اور احناف ضعیف و بے بنیاد روایات پر عمل کرتے ہیں۔

چنانچہ فاضل گرامی مولانا مفتی حافظ سید واحد علی قادری حفظہ اللہ تعالیٰ استاذ جامعہ نظامیہ نے نہایت ہی سنجیدہ اسلوب اور سادہ زبان میں کتاب ''ضعیف احادیث پر غیر مقلدین کا عمل'' تالیف فرمائی، فاضل گرامی کو اپنے دروس ومحاضرات کے درمیان ایسے نوجوانوں سے اتفاق ہوتا رہا جو معلومات کی کمی کے باعث پروپیگنڈہ کا شکار ہیں، یہ ایک حقیقت ہے کہ ''غیر مقلد اصحاب'' متعدد مسائل میں خود ضعیف احادیث پر عمل کرتے ہیں جن کو ان ہی کے اہلِ علم نے ضعیف کہا، ہمارا مقصود کسی کو شرمسار کرنا نہیں ہے بلکہ یہ بتلانا ہے کہ انصاف کی میزان میں اپنے طریقۂ کار کا جائزہ لیا جائے۔

مؤلفِ کتاب حفظہ اللہ ایک محقق' جید الاستعداد عالم وفاضل ہیں، درس وتدریس، تصنیف تالیف کے ذریعہ اشاعتِ علمِ دین میں مشغول ہیں، موصوف نے غلط فہمی کے ازالہ کی غرض سے ان ہی اصحاب کی معتبر کتب وفتاوی اور رسائل سے چند مسائل درج کئے، ان کی مستدل احادیث شریفہ کی نسبت محدثین کرام، بشمول ''غیر مقلد'' اہل علم نے جو ضعیف ہونے کی صراحت کی ہے بتلا کر حکمت وموعظت کے ساتھ دیانت وانصاف کی دعوت دی ہے، علمی ذوق رکھنے والوں کو بخوبی اندازہ ہوگا کہ فاضل مؤلف کی یہ کتاب کتنی وقیع اور عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعاء ہے کہ اس تالیف کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائے اور رہروانِ حق کے لئے شمع فروزاں بنائے، اور انہیں بیش از بیش خدمتِ دینِ متین کی توفیق نصیب فرمائے۔

اٰمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم.



۲۸/۱/۲۰۱۵ء، ۱۵/۳/۱۴۳۶ھ

# عرضِ مؤلف

حضرت شیخ الاسلام امام اہل سنت عارف باللہ حافظ محمد انوار اللہ فاروقی بانیٔ جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ کی تحریرات وتصنیفات میں غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات دینے کا نمونہ ملتا ہے، حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے غیر مقلدین کے رد میں حقیقۃ الفقہ (دوجلدیں) تصنیف کی اور فقہ پر ہونے والے تمام اعتراضات کا اطمینان بخش جواب دیا، احقر کو جامعہ نظامیہ میں اپنے مشفق اساتذہ وشیوخ سے یہ فکر صحیح نصیب ہوئی۔

استاذ گرامی قدر حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر نے اپنی تصنیف ''بیس رکعات تراویح، تحقیق وتجزیہ'' کے آخر میں تین ضعیف احادیث ذکر فرمائیں:

1) نکاح میں دو گواہوں کی موجودگی والی روایت،

2) زکوۃ کے نصاب پر سال گزرنے کی روایت اور

3) سونے کے نصاب کی مقدار سے متعلق روایت۔

اِن روایتوں کی بابت محدثین کی تصریحات اور ائمۂ جرح وتعدیل کے فیصلہ جات کے ذریعہ ثابت کیا کہ یہ روایتیں ضعیف ہیں؛ حالانکہ غیر مقلدین اس پر عمل کرتے ہیں، اس کتاب کی 2008ء سے 2011ء تک تین مرتبہ طباعت ہوچکی ہے۔

15 اپریل 2012ء جامعہ نظامیہ حیدرآباد میں عظیم الشان سیمینار ''علمی مذاکرہ بعنوان حدیث سیمینار'' کا کامیاب انعقاد ہوا تھا، اس سیمینار میں دیگر اہم موضوعات کے ساتھ ایک موضوع ''حدیث ضعیف اور اس کے احکام'' حضرت شیخ الفقہ کے سپرد تھا، جس میں آپ نے ضعیف حدیث سے متعلق نہایت شرح وبسط کے ساتھ گفتگو فرمائی ہے، مقالہ کے آخر میں تین ضعیف روایتیں نقل کیں:

1) عقیدۂ توحید کی تفصیلات سے متعلق روایت (حدیثِ اَوْعال)

2) مساجد میں نکاح کرنے سے متعلق روایت

3) کلماتِ اذان ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنے کی روایت،

اور بتلایا کہ اِن ضعیف روایتوں پر غیر مقلدین کا عمل ہے۔

احقر نے ارادہ کیا کہ ان چھ ضعیف روایتوں کے علاوہ ایسی ہی کچھ اور ضعیف روایتیں جمع کی جائیں جن پر غیر مقلدین کا عمل برقرار ہے؛ تاکہ اہل سنت کے افراد بطور خاص وہ نوجوان جو غیر مقلدین سے متاثر ہورہے ہیں' انہیں حقیقت معلوم ہو کہ غیر مقلدین معروف بہ ''اہلحدیث'' صحیح کے ساتھ ضعیف پر بھی عمل کرتے ہیں، غیر مقلدین میں سنجیدہ طبیعت وحق پسند حضرات غور کریں اور تقلید کا انکار کرنے کے سلسلہ میں نظر ثانی فرمائیں یا کم ازکم مقلدین سے نفرت ظاہر کرکے ماحول کو مکدر نہ کریں۔

اِن ضعیف روایتوں کو لکھنے کا مقصد صرف غیر مقلدین کا ضعیف احادیث پر عمل بتلانا ہے، فقہاءِ احناف اور دیگر تین معروف فقہی مذاہب کے فقہاء کسی ضعیف روایت کو اختیار کرتے ہیں تو ضعیف روایت کے ساتھ ان کے پاس دیگر دلائل ہوتے ہیں جو قرآن کریم یا حدیث پاک ہی سے ماخوذ ومستفاد ہیں جیسے قیاس' استحسان وغیرہ، اس کتاب میں اُن دلائل کو ذکر نہیں کیا گیا، اس لئے کہ اہل سنت وجماعت کے پاس تقلید مُسلَّم ہے، مقلدین ازخود قرآن وحدیث سے استدلال نہیں کرتے بلکہ اہلِ بصیرت واصحابِ اجتہاد ائمہ کی تقلید کرتے ہیں اور ائمۂ مجتہدین نے مسائل کے استنباط واستخراج میں قرآن وحدیث پر عمل کیا اور دیگر ضمنی اور ذیلی دلائل کو بھی اختیار کیا، جبکہ ضمنی دلائل کی اساس وبنیاد قرآن وحدیث ہی ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت شیخ الاسلام بانیٔ جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ نے بصیرت افروز اور چشم کشا تحریر سپردِ قرطاس کی ہے، فقہ حنفی سے متعلق امام بخاری کے اساتذہ وشیوخ اور دیگر بڑے بڑے محدثین کے تاثرات بیان کرنے کے بعد تحریر فرمایا:

''پھر اس جم غفیر کے اخبار کے وثوق پر یہ کیوں نہ کہا جائے کہ جو مسائل فقہیہ بخاری وغیرہ کے مخالف ہیں دراصل اُن احادیث صحیحہ کے موافق ہیں' جو امام بخاری وغیرہ متاخرین کو نہیں پہنچیں، پہنچیں بھی تو ضعیف بن کر۔ اُن حضرات کے زمانہ میں وہ سب صحیح اور واجب العمل تھیں۔ غرضکہ بخاری ومسلم کی حدیثوں کو صحیح بنانے والے

حضرات جب فقہ حنفیہ کو مطابقِ احادیث کہہ رہے ہیں تو بخاری و مسلم کو صحیح ماننے والوں کو اس بات کا ظنِ غالب ہونا ضرور ہے کہ فقہ حنفیہ واجب العمل ہے''۔

(حقیقۃ الفقہ ،ج2،ص79/80)

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے مسائل کی بنیاد صحیح احادیث ہیں اس لئے کہ آپ کا زمانہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ہے جبکہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو چھ لاکھ سے زیادہ صحیح حدیثیں یاد تھیں جیسا کہ حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا:

''اس میں شک نہیں کہ اُس زمانہ میں تحقیقِ حدیث خوب ہوئی ،مگر باقتضائے زمانہ اس تحقیق کا نتیجہ یہ ہوا کہ سردست چھ لاکھ سے زیادہ حدیثیں جن کی صحت امام احمد کے نزدیک مسلَّم تھی ،ضعیف ہوگئیں''۔(حقیقۃ الفقہ ،ج2،ص211)

تقلید کی برکت یہ ہے کہ ہم مقلدین' امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ کی کم واسطوں والی احادیث پر عمل کرنے والے ہیں اور بعد کے زمانہ میں احادیث پر آنے والا ضعف ہمارے لئے نقصاندہ نہیں ،اس کے برخلاف غیر مقلدین نے زیادہ واسطوں والی احادیث پر عمل کیا ،اور صرف صحیح حدیث پر عمل کرنے کا دعویٰ تو کیا لیکن ضعیف احادیث پر بھی عمل کرنے لگے ،اس کے باوجود اُنہوں نے حضراتِ مقلدین پر ہی ضعیف حدیث پر عمل کا الزام عائد کیا ،لہذا مناسب معلوم ہوا کہ ''ضعیف احادیث پر غیر مقلدین کا عمل'' بتلایا جائے تا کہ ان کے دعوے کا بطلان ظاہر ہو جائے اور صحیح احادیث پر اُن کے عمل کی حقیقت مسلمانوں کے سامنے آئے اور اُن میں سے حق پسند افراد حق کو قبول کرلیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو خیر کی توفیق نصیب فرمائے ، اہل سنت و جماعت کے عقائد واعمال پر ثابت قدم رکھے اور اس کتاب کو ذخیرۂ آخرت بنائے ،آمین بجق النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن کریم وحدیث شریف اسلامی قانون کی بنیاد ہیں، قرآن شریف قطعی دلیل ہے اور احادیث شریفہ فی نفسہ قطعی ہیں اور مختلف اعتبارات سے اس میں درجہ بندی ہے، حدیث شریف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ہونے کی حیثیت سے قطعی ہے اور ہم تک پہنچنے کے لحاظ سے اس کے درجے بنتے ہیں، صحیح حدیث، حسن حدیث اور ضعیف حدیث، اور پھر ان تین کی کئی اقسام ہیں، محدثین نے صحیح اور حَسن کو احکام میں دلیل قرار دیا ہے اور ضعیف حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ فضائل میں قبول کی جاتی ہے اور چند صورتوں میں احکام کے لئے بھی مقبول ہے، احکام میں مکمل طور پر دلیل نہیں بنتی۔

غیر مقلدین کا یہ نظریہ ہے کہ صحیح حدیث پر ہی عمل کرنا چاہئے، ضعیف حدیث پر عمل درست نہیں اور ضعیف حدیث ہرگز دلیل نہیں بنتی۔ کسی مسئلہ میں کوئی حدیث بیان کی جائے تو غیر مقلدین یہ کہہ کر اُسے قبول نہیں کرتے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، حالانکہ محدثین کے درمیان کسی حدیث کو ضعیف کہنے میں اختلاف ہوتا ہے اس کے باوجود محدثین نے مختلف صورتوں میں ضعیف حدیث کو دلیل شمار کیا ہے، پھر بھی غیر مقلدین کسی حدیث کو ضعیف کہنے میں سختی سے کام لیتے ہیں اور بڑی جرأتمندی کے ساتھ حدیث کو ضعیف کہہ دیتے ہیں اور ضعیف حدیث کے بارے میں اُن کا یہ نظریہ ہے کہ اس سے کسی قسم کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔

غیر مقلد افراد کسی حدیث کو ضعیف یا صحیح کہنے سے متعلق شیخ البانی پر بڑا اعتماد کرتے ہیں اور احادیث شریفہ پر حکم لگانے میں انہی کی تحقیق کو ترجیح دیتے ہیں یہاں تک کہ امام ترمذی اور امام ابوداؤد جیسے جلیل القدر محدثین واساطینِ علمِ حدیث کی تحقیق کو شیخ البانی کی تحقیق کی وجہ سے نظر انداز کرتے ہیں، تیسری صدی ہجری کے یہ حضرات ایسے جلیل القدر

اور اکابر محدثین ہیں جن کی جلالتِ شان پر دنیائے علم متفق ہے، علمِ حدیث میں ان کی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں اور پانچویں وچھٹی صدی ہجری کے امام بیہقی وعلامہ ابن جوزی جیسے محدثین ان حضرات کی امامت وپیشوائی کے قائل ہیں، جبکہ شیخ البانی نے علم حدیث کے مسلمہ اصول کی خلاف ورزی کی ہے اور احادیث پر حکم لگانے میں تضاد بیانی سے کام لیا ہے، شیخ البانی کی ایک تحقیق انہی کی دوسری تحقیق سے ٹکراتی ہے اسی لئے محقق علماء نے شیخ البانی کی تحریرات وتحقیقات کو تضاد وٹکراؤ کا شکار قرار دیا ہے۔

اس کتاب میں چند ایسی ضعیف احادیث ذکر کی جارہی ہیں جن پر غیر مقلدین نے عمل کیا ہے، حالانکہ وہ روایتیں ضعیف ہیں، ایک طرف غیر مقلدین نے صحیح اور حسن کے درجے کی احادیث شریفہ کو ضعیف کہہ کر ''نا قابل قبول'' قرار دیا ہے، تو دوسری طرف ''نہایت ضعیف'' روایتوں کو بھی عمل کے لئے اختیار کیا اور اس سے احکام ثابت کئے، جبکہ کسی ضعیف حدیث پر عمل کرنا' صحیح حدیث پر عمل کرنے کے دعوی کو جھٹلاتا ہے۔

کسی حدیث یا کسی راوی کو ضعیف کہنے میں محدثین کا اختلاف ہوا کرتا ہے اس لئے ایک ہی حدیث کسی محدث کی تحقیق میں صحیح ہوتی ہے اور دوسرے محدث کی تحقیق میں ضعیف ہوتی ہے، یہاں صرف ایسی ضعیف روایتوں کو ذکر کیا جارہا ہے جن کے ضعیف ہونے پر مقلد علماء وغیر مقلد علماء کا اتفاق ہے، جن روایتوں کو یہاں ذکر کیا جائے گا' غیر مقلدین کی اختیار کی ہوئی ضعیف احادیث اتنی ہی نہیں ہیں، بلکہ اُن ضعیف روایتوں کی بہت بڑی تعداد ہے جن پر غیر مقلدین عمل کرتے ہیں اور اسی پر عمل کرنے کے پابند ہیں، اس کتاب میں صرف نمونہ کے طور پر عبادات اور معاملات سے متعلق چند روایتیں ذکر کی جائیں گی۔

ان ضعیف روایتوں کو پڑھنے اور غیر مقلدین کا عمل معلوم کرنے کے بعد یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ غیر مقلدین نے صحیح حدیث پر عمل کا صرف دعویٰ کیا ہے؛ لیکن ضعیف احادیث پر بھی عمل کیا ہے، غیر مقلدین کی کتابیں، فتاوی، ان کی تحریریں گواہی دیتی ہیں کہ انہوں نے ضعیف احادیث پر عمل کیا ہے اور کررہے ہیں۔

## کیا رنگ، بُو، مزہ بدلنے سے پانی ناپاک ہوتا ہے؟

پاک پانی میں کسی ناپاک چیز کے گرنے سے اس کا کیا حکم ہوگا، اس سلسلہ میں سنن ابن ماجہ میں حدیث پاک ہے:

**عن ابی امامة الباهلی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الماء لا ینجسه شیٔ الا ما غلب علی ریحه وطعمه ولونه.**

ترجمہ: حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی مگر اس وقت جب وہ پانی کی بو، مزہ اور رنگ پر غالب آجائے۔

(سنن ابن ماجه ، كتاب الطهارة ،باب الحياض، حديث نمبر : 521)

فقہاء کرام نے صراحت کی ہے کہ دہ در دہ پانی یا بہتے پانی میں کوئی ناپاک چیز گر جائے اور اس کی وجہ سے رنگ، بو اور مزہ میں سے کوئی ایک وصف بدل جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔

### محدثین کا فیصلہ

اس حدیث پاک کی سند کے بارے میں تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ ضعیف ہے، چنانچہ غیر مقلدین کے معتمد علیہ عالم قاضی شوکانی (متوفی 1250ھ) نے اس حدیث پاک کے ضعیف ہونے سے متعلق امام شافعی، امام دارقطنی اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال بیان کئے ہیں:

**وقال الشافعی لایثبت اهل الحدیث مثله وقال الدارقطنی لا یثبت هذا الحدیث وقال النووی اتفق المحدثون علی تضعیفه.**

ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محدثین اس جیسی روایت کو ثابت نہیں مانتے، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا: محدثین نے اس روایت کوضعیف قرار دینے پر اتفاق کیا ہے۔

(نیل الأوطار، کتاب الطهارة ،ابواب المیاه ،باب حکم الماء اذا لاقته النجاسة)

## غیر مقلدین کا عمل

عالمِ عرب کے مشہور غیر مقلد عالم شیخ محمد بن صالح عثیمین (متوفی 1421ھ) نے اپنے فتاویٰ میں لکھا:

**وھذا الحدیث وان کان ضعیفا من حیث السند واکثر اھل العلم لایثبتونه مرفوعا الی النبی صلی الله علیه وسلم بل قال النووی اتفق المحدثون علی تضعیفه لکنه فی الحقیقة صحیح من حیث المعنیٰ.**

ترجمہ: یہ حدیث اگرچہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے اور اکثر اہل علم اسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مرفوع نہیں مانتے بلکہ امام نووی نے کہا کہ محدثین نے اس کوضعیف کہنے پر اتفاق کیا ہے، لیکن یہ حدیث معنی کے اعتبار سے صحیح ہے۔

(مجموع فتاوی ورسائل العثیمین، کتاب الطهارة ، باب المیاه ،جواب نمبر:8)

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہو اور معنیٰ کے اعتبار سے صحیح ہو؟ جبکہ صحیح اور ضعیف کے درمیان فرق کے لئے کسوٹی سند کا صحیح ہونا ہی ہے، جب قرآن کریم میں اس کا ذکر نہیں اور حدیث سند کے اعتبار سے ہی ضعیف ہے تو غیر مقلدین کا اس کے معنیٰ کو صحیح قرار دینا کیسے درست ہوگا؟

جس روایت کو محدثین نے بالاتفاق ضعیف قرار دیا ہے، صحیح حدیث پر عمل کرنے والے غیر مقلدین نے اُس پر عمل کیا ہے اور اُسی ضعیف روایت کے مطابق فتوی جاری کیا ہے۔

## ﴿وضو میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم﴾

وضو میں ''بسم اللہ'' پڑھنے سے متعلق حدیث پاک ہے:

**عن رباح بن عبد الرحمن بن ابی سفیان بن حویطب عن جدته عن**

**ابيها قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه.**

ترجمہ: حضرت رباح بن عبدالرحمٰن اپنی دادی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا: اُس شخص کا وضو نہیں جس نے وضو کے وقت اللہ کا نام نہ لیا ہو۔

(جامع الترمذی ،ابواب الطهارة ، باب فی التسمية عند الوضوء، حديث نمبر : 25)

فقہاء کرام نے وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کو سنت قرار دیا ہے۔

## محدثین کا فیصلہ

مذکورہ حدیث پاک سے متعلق امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 279ھ) نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا:

**لا اعلم في هذا الباب حديثا له اسناد جيد.**

ترجمہ: میں وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے سے متعلق کوئی ایسی حدیث نہیں جانتا جو سندِ جید سے مروی ہو۔

(جامع الترمذی ،ابواب الطهارة ، باب فی التسمية عند الوضوء، حديث نمبر: 25)

وضو میں ''بسم اللہ'' پڑھنے سے متعلق ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری (متوفی 1014ھ) نے لکھا:

**ولا شك ان الاحاديث التي وردت فيها وان كان لايسلم شئ منها عن مقال فانها تتعاضد لكثرة طرقها وتكتسب قوة والله اعلم.**

ترجمہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ وضو میں ''بسم اللہ'' پڑھنے سے متعلق جو احادیث آئی ہیں، اگرچہ ان میں سے کوئی حدیث ضعف سے خالی نہیں لیکن وہ احادیث' سندیں زیادہ ہونے کی وجہ سے مضبوط ہو جاتی اور قوت پاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے۔

(مرقاة المفاتيح ،كتاب الطهارة ،باب سنن الوضوء)

## غیر مقلدین کا عمل

معروف غیر مقلد عالم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (متوفی 1420ھ) نے بھی اس روایت کو ضعیف تسلیم کیا ہے، اس کے باوجود انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا اور اس سے وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کو سنت قرار دیا جیسا کہ وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے سے متعلق سوال کے جواب میں لکھا ہے:

**ھذا الحدیث اعله العلماء وقالوا انه لایثبت کما قاله احمد رحمه الله وجماعة ولھذا قالوا یستحب فقط لأن مجموع الاحادیث یشد بعضھا بعضا فیؤخذ منھا السنیة أما السنیة فلاشک فیھا.**

ترجمہ: اس حدیث کو علماءِ حدیث نے ضعیف قرار دیا اور کہا کہ یہ حدیث ثابت نہیں، جیسا کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور محدثین کی جماعت نے فرمایا، اسی لئے علماء نے کہا کہ وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنا صرف مستحب ہے؛ کیونکہ بعض حدیثیں بعض کو قوت دے رہی ہیں اور ان مجموعی احادیث سے سنت ہونے کا حکم ثابت ہوتا ہے اور وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کو سنت کہنے میں کوئی شک نہیں۔

(فتاوی نور علی الدرب لابن باز ،بعنایة الشویعر، کتاب الطھارة ،باب فی فرائض الوضوء، حکم التسمیة عند الوضوء )

## غیر مقلدین کا دوہرا معیار

ایک طرف وضو کے موقع پر بسم اللہ پڑھنے کو غیر مقلدین ضعیف روایت سے استدلال کر کے سنت قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”اس کے سنت ہونے میں کوئی شک نہیں“ اور دوسری طرف حیض والی عورت کے لئے قرآن کریم کی تلاوت کی اجازت دیتے ہیں اور ممانعت والی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں۔

جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

**لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئاً من القرآن.**

ترجمہ: حیض والی عورت اور جنابت والا شخص کچھ بھی قرآن کریم نہ پڑھے۔

(جامع الترمذی ،ابواب الطهارة ،باب ماجاء فی الجنب والحائض انها لایقرء ان القرآن، حدیث نمبر: 131. سنن ابن ماجه ،کتاب الطهارة ،باب ماجاء فی قراءة القرآن علی غیر طهارة ، حدیث نمبر: 595)

یہ روایت مختلف سندوں کے ساتھ منقول ہے اور تمام سندیں ضعیف ہیں، لیکن سندوں کی کثرت کی وجہ سے یہ روایت بھی وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی روایت کی طرح قوت والی ہوجاتی ہے،جیسا کہ وہی ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری (متوفی 1014ھ) نے لکھا:

**والحاصل أن جمهور العلماء على الحرمة اذ هى اللائقة بتعظيم القرآن ويكفى فى الدلالة عليها الاحاديث الكثيرة المصرحة بها وان كانت كلها ضعيفة لان تعدد طرقها يورثها قوة اى قوة وترقيها الى درجة الحسن لغيره وهو حجة فى الأ حكام فالحق الحرمة اذ هى الجارية على قواعد الأدلة لا الحل وان كان هو الاصل كذا ذكره ابن حجر.**

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ حائضہ عورت کے لئے تلاوتِ قرآن حرام ہے؛ کیونکہ یہی حکم' قرآن کریم کی تعظیم کے لائق ہے اور حرمت پر دلالت کرنے کے لئے وہ بہت سی روایتیں کافی ہیں جو حرمت کو واضح بیان کررہی ہیں، اگرچہ وہ روایتیں ضعیف ہیں،اس لئے کہ سندوں کا متعدد ہونا' احادیث کو بہت مضبوط کررہاہے اور اسے "حسن لغیرہ" کے درجہ پر پہنچا رہا ہے، جو احکام میں حجت ہے تو درست بات یہی ہے کہ حیض والی عورت کے لئے تلاوتِ قرآن حرام ہے؛ کیونکہ حائضہ عورت کے لئے تلاوت کی حرمت ہی دلائل کی بنیادوں پر قائم ہے نہ کہ تلاوت کا جواز،اگرچہ وہ اصل ہے،اس کو ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

(مرقاة المفاتيح ،كتاب الطهارة، باب مخالطة الجنب وما يباح له)

لیکن مجموع فتاوی ابن باز میں ہے:

أما حديث لا تقرأ الحائض شيئا من القرآن فهو حديث ضعيف لاتقوم به الحجة والارجح أنه لا حرج عليها يعنى الحائض ان تقرأ عن ظهر قلب.

ترجمہ: اب رہا یہ حدیث کہ "حائضہ عورت کچھ بھی قرآن نہ پڑھے" تو یہ ضعیف حدیث ہے جس سے دلیل قائم نہیں ہوتی، صحیح یہ ہے کہ حائضہ عورت کے لئے زبانی تلاوت کرنے میں حرج نہیں۔

(مجموع فتاویٰ بن باز، کتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس، حكم قراءة الحائض للقرآن)

اس کے برخلاف غیر مقلد عالم عبد الرحمٰن مبارکپوری (متوفی 1353ھ) نے اعتراف کیا ہے کہ حائضہ عورت کے لئے تلاوت جائز نہیں، چنانچہ لکھا ہے:

والحديث يدل على انه لايجوز للجنب ولا للحائض قراءة شيء من القرآن.

ترجمہ: یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ جنبی شخص اور حائضہ عورت کے لئے تھوڑا سا قرآن کریم تلاوت کرنا بھی جائز نہیں۔

(تحفة الأحوذى شرح جامع الترمذى، ابواب الطهارة، باب ماجاء فى الجنب والحائض انهما لا يقرء ان القرآن، حديث نمبر: 131)

شارح صحیح بخاری صاحبِ فتح الباری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) نے حائضہ عورت کی تلاوت کے جائز ہونے سے متعلق روایتوں کے بارے میں لکھا:

ولم يصح عند المصنف شئ من الأحاديث الواردة فى ذلك وان كان مجموع ماورد فى ذلك تقوم به الحجة عند غيره.

ترجمہ: مصنف (امام بخاری) علیہ الرحمۃ کے پاس اس سلسلہ میں وارد احادیث میں سے کوئی حدیث صحیح نہیں ہے، اگرچہ دوسرے محدثین کے پاس اُن روایتوں کے مجموعہ سے حجت قائم ہوتی ہے۔

(فتح الباری، کتاب الغسل، باب تقضی الحائض ای تؤدی المناسک کلها الا الطواف)

اس سے یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ غیر مقلدین نے کئی سندوں سے منقول ایک ''ضعیف حدیث'' کو دلیل قرار دیا اور اُس سے وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کو ''سنت'' مان لیا، اس کے برخلاف کئی سندوں سے روایت کی گئی ایک اور ''ضعیف حدیث'' کو اُنہوں نے دلیل نہیں کہا اور اس حدیث میں حائضہ عورت کے لئے تلاوت کی ممانعت کے باوجود نہ اسے ''حرام'' کہا نہ ''مکروہ''، بلکہ یہ لکھا کہ حیض والی عورت تلاوت کرسکتی ہے حالانکہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور غیر مقلد عالم عبدالرحمٰن مبارکپوری نے اسے دلیل قرار دیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ضعیف احادیث کو غیر مقلدین نے کسی جگہ دلیل بنایا ہے اور کسی جگہ مکمل طور پر نا قابل استدلال قرار دیا ہے، سوال یہ ہے کہ ایک ہی قسم کی دو روایتوں میں سے ایک کے ذریعہ حکم ثابت کرنا اور دوسری کے ذریعہ کوئی حکم ثابت نہ کرنا کیا معنیٰ رکھتا ہے؟ یہی کہ غیر مقلدین نے ضعیف احادیث سے متعلق دوہرا معیار اختیار کیا ہے۔

## ﴾اذان کے لئے وضو کا حکم﴿

جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے:

**عن ابی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال لايؤذن الا متوضئ .**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا: باوضو شخص ہی اذان کہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی کراھیۃ الاذان بغیر وضوء ،حدیث نمبر:200)

اس سلسلہ میں فقہاء کرام نے کہا کہ اذان کے وقت باوضو رہنا مستحب ہے۔

## محدثین کا فیصلہ

محدثین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، غیر مقلد عالم عبدالرحمٰن مبارکپوری (متوفی 1353ھ) نے لکھا:

**ضعیف من وجھین.**

ترجمہ: یہ حدیث دو وجوہات کی بنیاد پر ضعیف ہے۔

(تحفۃ الاحوذی ،ابواب الصلوۃ ،باب ماجاء فی کراھیۃ الاذان بغیر وضوء ، حدیث نمبر:200)

شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔

(ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل ،باب الاذان والاقامۃ، حدیث نمبر:222)

## غیر مقلدین کا عمل

غیر مقلدین نے باوضو اذان کہنے کو افضل لکھا ہے، اس کے لئے کوئی صحیح حدیث نقل نہیں کی سوائے اوپر ذکر کی گئی ضعیف روایت کے، جس کے ضعیف ہونے کے وہ بھی قائل ومعترف ہیں، غیر مقلد عالم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (متوفی 1420ھ) نے اپنے فتوی میں اس طرح کہا:

**اذانہ وھو علی طھارۃ افضل لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنہ قال لا یؤذن الا متوضئ لکن سندہ ضعیف ولکن یستفاد منہ أن الوضوء افضل قبل أن یؤذن اذا تیسر ذلک.**

ترجمہ: باوضو اذان کہنا افضل ہے؛ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، آپ نے فرمایا: باوضو شخص ہی اذان کہے، لیکن اس حدیث کی سند ضعیف ہے، لیکن اس

سے ثابت ہوتا ہے کہ اذان کہنے سے پہلے وضو کرنا افضل ہے، جب کہ موقع ہو۔

(مجموع فتاوی عبد العزیز بن باز، کتاب الصلوۃ، باب الاذان والاقامۃ، خروج المؤذن من المسجد بعد الاذان)

حالانکہ غیر مقلد عالم احسان بن محمد عتیبی نے عربی زبان میں لکھی گئی اپنی کتاب میں وضاحت کی (یہاں غیر مقلدین ہی کا کیا گیا ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے):

''ضعیف حدیث سے استحباب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ استحباب پانچ امورِ شرعیہ میں سے ایک ہے اور کوئی بھی شرعی امر صرف اسی صورت میں ثابت ہوسکتا ہے جب کہ اس کے اثبات کے لئے کوئی ایسی حدیث موجود ہو جس کی استنادی حیثیت قابلِ تسلیم ہو اور بلاتردد ضعیف حدیث اس حیثیت کی حامل نہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے یہی موقف اختیار کیا ہے، نیز محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی فرماتے ہیں کہ ضعیف حدیث پر عمل کی مشروعیت کا اثبات جائز نہیں کیونکہ مشروعیت کا قلیل درجہ استحباب ہوتا ہے جو کہ احکامِ خمسہ میں سے ایک حکم ہے اور کوئی حکمِ شرعی کسی صحیح دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوتا۔''

(100 مشہور ضعیف احادیث مترجم، ص34/35)

باوضو اذان کہنے کے مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں، محدثین کے اس فیصلہ کے باوجود غیر مقلدین نے ضعیف حدیث پر عمل کیا اور کہا کہ باوضو اذان کہنا افضل ہے، حالانکہ یہ عمل غیر مقلدین ہی کے اصول کے خلاف ہے۔

## ﴿کیا پٹی پر مسح جائز ہے؟﴾

پٹی پر مسح کے بارے میں سنن ابوداؤد میں حدیث پاک ہے:

عن جابر قال خرجنا فی سفر فأصاب رجلا منا حجر فشجه فی رأسه، ثم احتلم فسأل أصحابه فقال هل تجدون لی رخصة فی التیمم فقالوا ما نجد لک رخصة وأنت تقدر علی الماء فاغتسل فمات، فلما قدمنا علی النبی صلی الله علیه وسلم أخبر بذلک فقال قتلوه قتلهم الله

ألا سألوا إذ لم يعلموا فإنما شفاء العى السؤال، إنما كان يكفيه أن يتيمم ويعصر أو يعصب شك موسى على جرحه خرقة، ثم يمسح عليها ويغسل سائر جسده.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے فرمایا: ہم ایک سفر میں نکلے ہوئے تھے تو ایک صاحب کو' جو ہمارے ساتھ تھے' پتھر آ لگا اور ان کے سر کو زخمی کر دیا، بعد میں انہیں احتلام ہوا تو انہوں نے اس کے بارے میں اپنے ساتھیوں سے پوچھا اور کہا: کیا آپ لوگ میرے لئے تیمّم کی گنجائش پاتے ہو؟ ساتھیوں نے کہا: ہم آپ کے لئے کوئی گنجائش نہیں پا رہے ہیں جب کہ آپ پانی استعمال کر سکتے ہیں یعنی پانی موجود ہے، تو انہوں نے غسل کر لیا جس کی وجہ سے ان کی جان چلی گئی۔

جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو اس واقعہ کا ذکر آپ کے سامنے کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا اللہ ان پر رحم کرے، وہ کیوں نہیں پوچھے جب انہیں علم نہیں تھا، یقیناً ناواقفیت کا علاج سوال کرنا ہے، اس کے لئے صرف اتنا عمل کافی تھا کہ وہ تیمّم کرے، اپنے زخم پر پٹی باندھے پھر اس پر مسح کرے اور باقی جسم کو دھو لے۔

(سنن ابی داود، کتاب التیمم، باب المجروح یتیمم، حدیث نمبر: 336)

فقہاء احناف کے مطابق اگر کسی شخص کے جسم کا اکثر حصہ زخمی ہو تو وہ دھونے کا عمل اختیار نہ کرے صرف تیمّم کرے، اور اگر اکثر حصہ سالم ہو اور کم حصہ زخمی ہو تو سالم حصہ کو دھوئے اور زخمی حصہ پر مسح کرے، جیسا کہ اس حدیث کی شرح میں علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 855ھ) نے لکھا ہے:

ان الرجل اذا كان اكثر بدنه صحيحا وفيه جراحات فانه يغسل الصحيح ولا يتيمم بل يمسح على الجبائر وان كان اكثر بدنه جريحا فانه يتيمم فقط ولا يغسل الصحيح.

(شرح سنن ابی داود للعینی، باب المجدور یتیمم)

## محدثین کا فیصلہ

اس روایت کو محدثین نے ضعیف کہا ہے جیسا کہ امام ذہبی (متوفی 748ھ) نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا:

**رواه الدار قطني و الزبير فيه ضعف.**

ترجمہ: اس کی روایت امام دارقطنی نے کی ہے اور اس کی سند میں ایک راوی ''زبیر'' ضعیف ہیں۔

(تنقيح التحقيق فى احاديث التعليق للذهبى ، الطهارة ، التيمم)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) نے لکھا ہے:

**رواه ابو داود و البيهقي و ضعفه.**

ترجمہ: اس کی روایت امام ابوداؤد اور امام بیہقی نے کی اور امام بیہقی نے اس روایت کو ضعیف کہا۔

(خلاصة الاحكام فى مهمات السنن وقواعد الاسلام ، كتاب التيمم، فصل فى ضعيف الكتاب)

شیخ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔

(إرواء الغليل فى تخريج أحاديث منار السبيل، كتاب الطهارة، باب مسح الخفين، حديث نمبر:105)

محدثین کی ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ پٹی پر مسح کرنے کی روایت ضعیف ہے۔

## غیر مقلدین کا عمل

پٹی پر مسح سے متعلق غیر مقلد عالم شیخ محمد بن صالح عثیمین (متوفی 1421ھ) نے لکھا:

**وليس فى المسح على الجبيرة دليل خال من معارضة فيها احاديث ضعيفة ذهب اليها بعض اهل العلم وقال ان مجموعها يرفعها الى ان تكون حجة.**

ترجمہ: پٹی پر مسح کے مسئلہ میں کوئی مضبوط دلیل نہیں، اس سلسلہ میں کچھ ضعیف احادیث ہیں جس کو بعض علماء نے اختیار کیا اور کہا کہ ان ضعیف احادیث کا مجموعہ دلیل بن سکتا ہے۔

(فتاوی ارکان الاسلام، فتاوی الصلوۃ، ماحکم المسح علی الجبیرۃ، سوال نمبر: 146)

مذکورہ غیر مقلد عالم نے ایک اور جگہ یوں جواب دیا ہے:

**لکن اقرب الاقوال الی القواعد بقطع النظر عن الاحادیث الواردۃ فیھا اقرب الاقوال انہ یمسح و ھذا المسح یغنیہ عن التیمم فلا حاجۃ الیہ .**

ترجمہ: پٹی پر مسح سے متعلق احادیث کے قطع نظر قواعد کے زیادہ قریب یہ عمل ہے کہ مسح کیا جائے، اور یہ مسح تیمّم سے بے نیاز کرتا ہے لہذا تیمّم کی ضرورت نہیں۔

(مجموع فتاوی ورسائل العثیمین، کتاب الطھارۃ، باب المسح علی الخفین، سوال نمبر: 115)

یہ بات قابل غور ہے کہ پٹی پر مسح کے متعلق کوئی صحیح حدیث نہیں، غیر مقلدین اس بات کا اقرار کرتے ہیں، اس کے باوجود پٹی پر مسح کو جائز کہتے ہیں۔ مذکورہ غیر مقلد عالم نے پٹی پر مسح کی گنجائش بتلاتے ہوئے جو کہا کہ ”احادیث کے قطع نظر قواعد کے زیادہ قریب یہ عمل ہے“ اس طرح کی بات صحیح حدیث پر عمل کرنے والوں کے لئے مناسب نہیں، کیونکہ ان حضرات کے نظریہ کے مطابق ”صحیح حدیث“ عمل کے لئے ضروری ہے، فقہ کا کوئی قاعدہ نا کافی ہے، کیونکہ جو بھی قواعد ہونگے وہ نہ قرآن ہیں نہ حدیث، جب کہ غیر مقلدین دوسروں کو حدیث پر عمل کی دعوت دیتے وقت یہ کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث کے علاوہ کسی تیسری چیز ”فقہ یا فقہی قاعدہ“ پر عمل جائز نہیں۔

## ﴿مؤذن اقامت کہے گا یا کوئی اور؟﴾

اقامت کون کہے گا؟ مؤذن یا کوئی اور شخص؟ اس سلسلہ میں جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے:

عن زياد بن الحارث الصدائي قال أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أؤذن في صلاة الفجر، فأذنت، فأراد بلال أن يقيم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن أخا صداء قد أذن، ومن أذن فهو يقيم.

ترجمہ: حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے نماز فجر کے لئے اذان کہنے کا حکم فرمایا تو میں نے اذان کہی، حضرت بلال نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے بھائی صدائی نے اذان کہی ہے اور جو شخص اذان کہے وہی اقامت کہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء ان من اذن فهو يقيم، حديث نمبر: 199)

## محدثین کا فیصلہ

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 279ھ) نے لکھا:

وحديث زياد انما نعرفه من حديث الافريقي والافريقي هو ضعيف عند اهل الحديث ضعفه يحيى بن سعيد القطان وغيره قال احمد لااكتب حديث الافريقي.

ترجمہ: زیاد کی اس حدیث کو ہم ''افریقی'' کے حوالہ سے ہی جانتے ہیں اور ''افریقی'' محدثین کے پاس ضعیف ہیں، یحیی بن سعید قطان اور دوسرے محدثین نے انہیں ضعیف قرار دیا، امام احمد نے فرمایا: میں افریقی کی حدیث نہیں لکھتا۔

(جامع الترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء ان من اذن فهو يقيم، حديث نمبر: 199)

امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 327ھ) نے لکھا:

قال ابى هذا حديث منكر.

ترجمہ: میرے والد نے کہا: یہ منکر حدیث ہے۔

(علل الحديث لابن ابى حاتم، بيان علل اخبار رويت فى الطهارة)

غیر مقلد عالم شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس روایت کو ضعیف کہا۔

(سلسلة الاحاديث الضعيفة، حديث نمبر:35۔ ارواء الغليل فى تخريج احاديث منارالسبيل، باب الاذان والاقامة ، حديث نمبر:237)

## غیر مقلدین کا عمل

اقامت وہی شخص کہے گا جس نے اذان کہی، اس مسئلہ میں احادیث ضعیف ہیں، اور غیر مقلدین کا عمل اسی ضعیف حدیث پر ہے، جیسا کہ غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب (متوفی 1420ھ) نے لکھا:

''(راجح) چونکہ دونوں احادیث ضعیف ہیں اس لئے دونوں طرح ہی بہتر ہے، البتہ اس مصلحت کے پیش نظر کہ جواذان دیتا ہے اگر وہی اقامت کہے گا تو اس سے نظم و ضبط رہتا ہے، یہ عمل ہی بہتر ہے۔ (واللہ اعلم)

(شوکانی) اذان دینے والے کا اقامت کہنا ہی بہتر ہے۔

(عبدالرحمٰن مبارکپوری) اسی کے قائل ہیں۔''

(فقه الحديث ، ج 1 ، كتاب الصلوة ، ص 339)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین اسی ضعیف روایت پر عمل کرتے ہیں، غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب کا یہ کہنا کہ ''اگر وہی اقامت کہے گا تو اس سے نظم وضبط رہتا ہے، یہ عمل ہی بہتر ہے'' کسی صحیح حدیث کی بنیاد پر نہیں اور اذان واقامت جیسے خالص دینی مسائل میں صحیح حدیث کی بجائے عقل کی بنیاد پر کوئی بات کہہ دینا دین میں زیادتی ہوگی جیسا کہ غیر مقلدین کا ماننا ہے۔

## ﴾سات (7) مقامات پر نماز پڑھنے کی ممانعت﴿

جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں سات مقامات پر نماز پڑھنے کی ممانعت والی احادیث منقول ہیں، یہاں جامع ترمذی سے روایت نقل کی جاتی ہے:

**عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى أن يصلى فى سبعة مواطن فى المزبلة والمجزرة والمقبرة و قارعة الطريق وفى الحمام وفى معاطن الابل وفوق ظهر بيت الله .**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات مقامات پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا:

1) کچرے کی جگہ۔

2) جانوروں کو ذبح کرنے کی جگہ

3) قبرستان میں

4) راستہ میں

5) حمام میں

6) اونٹ باندھنے کی جگہ

7) بیت اللہ شریف کی چھت پر۔

(جامع الترمذی ، ابواب الصلوة، باب ماجاء فی کراهية ما يصلى اليه وفيه ، حديث نمبر : 346)

## محدثین کا فیصلہ

یہ روایت ضعیف ہے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) نے لکھا:

**قال الترمذى ليس اسناده بذاک القوى كذا ضعفه غيره .**

ترجمہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس حدیث کی سند اُس جیسی مضبوط نہیں، اسی طرح دوسرے محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(المجموع شرح المهذب، كتاب الصلوة ،باب طهارة البدن وما يصلى فيه وعليه)

علامہ مناوی (متوفی 1031ھ) نے بھی اس حدیث کی سند کو ضعیف لکھا ہے۔

(التيسير بشرح الجامع الصغير ،حرف السين )

اسی طرح غیر مقلد افراد کے معتمد علیہ عالم شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

(ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل ، باب شروط الصلوۃ ، حدیث نمبر: 287)

## غیر مقلدین کا عمل

اس حدیث پاک میں جن سات (7) جگہوں میں نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے، غیر مقلدین نے ان تمام جگہوں میں نماز پڑھنے سے منع کیا ہے؛ حالانکہ اس حدیث کی سند محدثین کی تحقیق کے مطابق ضعیف ہے اور غیر مقلدین بھی ضعیف ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

اس ضعیف روایت میں ذکر کئے گئے سات مقامات میں سے چار مقامات،

1) جانور کو ذبح کرنے کی جگہ

2) قبرستان

3) حمام اور

4) اونٹ باندھنے کی جگہ پر

نماز کی ممانعت دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے، لیکن باقی تین مقامات

1) کچرے کی جگہ

2) راستہ میں اور

3) کعبۃ اللہ شریف کی چھت پر،

نماز کی ممانعت سے متعلق غیر مقلدین کے پاس کوئی ''صحیح حدیث'' نہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کے پاس ان تین مقامات پر نماز کی ممانعت کس بنیاد پر ہے؟

1) کچرے کی جگہ کے بارے میں غیر مقلدین کی ویب سائٹ موقع الاسلام

سوال و جواب کے فتوی میں ہے کہ ”یہاں کبھی نجاست ہوتی ہے، اس لئے نماز پڑھنا منع ہے اور اگر گندگی نہ ہو تب بھی کچرے کا مقام اس لائق نہیں کہ وہاں مسلمان نماز کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو“۔ (موقع الاسلام سؤال و جواب، احکام الصلوۃ، شروط الصلوۃ،)

یقیناً کچرے کے مقام پر گندگی نہ ہو تب بھی وہاں نماز ادا نہ کی جائے گی اور کوئی شخص وہاں نماز پڑھتا ہو تو اُسے روکا جائے گا، لیکن ائمۂ اربعہ کی جانب سے اگر مقلدین اس طرح کا استدلال کرتے ہیں تو غیر مقلدین اسے قبول نہیں کرتے جیسا کہ کتنے ایک مسائل میں انہوں نے مقلدین کا اس جیسا استدلال قبول نہیں کیا، بلکہ دلیل میں ”صحیح حدیث“ طلب کی اور اسی بات پر بضد رہے، ظاہر ہے یہی قاعدہ اُن حضرات پر بھی عائد ہوتا ہے، غیر مقلد حضرات کا یہ استدلال خود اُن کے طریقہ کے مطابق بے بنیاد ہے؛ کیونکہ یہاں ممانعت کے لئے ”ضعیف حدیث“ ہی دلیل ہے، اب رہا ”کچرے کے مقام پر نماز مناسب نہ ہونے کی بات“ تو یہ عقل کی بنیاد پر ہے، جبکہ خود غیر مقلدین کا ماننا ہے کہ دین میں عقل کی بنیاد پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔

2)راستہ میں نماز کی ممانعت بھی اسی ضعیف روایت میں ہے، اس سلسلہ میں غیر مقلد اصحاب کا یہ وجہ بتانا کہ ”راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اور نمازی کو یکسوئی حاصل نہیں ہوتی“ جیسا کہ ویب سائٹ موقع الاسلام سوال و جواب کے مذکورہ فتوی میں ہے، یہ بات فی نفسہ معقول اور درست ہے لیکن حدیث نہیں، اور صحیح حدیث پیش کرنے کے بجائے عقلی گفتگو کی گنجائش پیدا کرنا غیر مقلدین کے اصول کے خلاف ہے۔

اس کے برخلاف زمین کے کسی بھی حصہ پر نماز پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے، صحیح بخاری میں ارشاد نبوی ہے: وجعلت لی الأرض مسجدا وطهورا، فأيما رجل من أمتي أدركته الصلوة فليصل. ترجمہ: میری خاطر ساری زمین کو سجدہ کرنے کی جگہ اور پاک کرنے والی بنادیا گیا ہے تو میری امت میں سے جس شخص کو جہاں نماز ملے وہ وہیں پڑھ لے۔

(صحیح البخاری، کتاب التیمم، حدیث نمبر: 335)

اس صحیح حدیث میں ساری زمین کو ''سجدہ گاہ'' بنائے جانے کا ذکر ہے، یہ ذکر نہیں کہ راستہ میں نماز ممنوع ہے اور نہ یہ ذکر ہے کہ یہاں راستہ زمین میں شامل نہیں ہوگا، جب صحیح حدیث میں راستہ کو الگ نہیں کیا گیا تو صحیح حدیث پر عمل کرنے والے غیر مقلدین نے اس صحیح حدیث کے خلاف کیوں فتوی دیا؟ اور ضعیف حدیث پر کیسے عمل کیا؟

3) اسی طرح کعبۃ اللہ شریف کی چھت پر نماز پڑھنے کی ممانعت اسی ضعیف روایت میں ہے، اور جو بات ویب سائٹ موقع الاسلام سوال و جواب کے مذکورہ فتوی میں کہی گئی ہے کہ ''کعبۃ اللہ شریف کی چھت پر قبلہ کی سمت طے نہیں ہوتی یا یہ کہ کعبۃ اللہ شریف کا کچھ حصہ پیٹھ کے پیچھے رہ جاتا ہے''، یہ حدیث میں نہیں؛ اگر چہ یہ باریک بینی کے ساتھ کیا جانے والا استدلال ہے لیکن اس قسم کی استدلالی گفتگو اگر مقلدین کریں تو غیر مقلدین اسے قبول نہیں کرتے اور ظاہر الفاظ سے دلیل طلب کرتے ہیں جس سے واضح طور پر ثابت ہو، اس لئے یہ عقلی اور استدلالی باتیں غیر مقلدین کے شایانِ شان نہیں اور نہ اُن کے لئے دلیل بن سکتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ آخر الذکر تین مقامات (1) کچرے کی جگہ جبکہ گندگی نہ ہو، (2) راستہ اور (3) کعبۃ اللہ شریف کی چھت پر نماز پڑھنے کو غیر مقلدین نے ضعیف حدیث کی بنیاد پر ہی ممنوع کہہ دیا اور اس طرح ضعیف حدیث پر عمل کیا ہے۔

## کیا امام کو صف کے درمیانی حصہ میں ٹھہرنا سنت ہے؟

امام صاحب مصلیوں کے آگے صف کے درمیان ٹھہریں گے، اس سے متعلق سنن ابوداؤد میں حدیث پاک ہے:

حدثنی ابوھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسطوا الامام وسدوا الخلل .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام کو درمیان میں کرو اور صف کے بیچ خلل بند کرو۔

(سنن ابی داود ، کتاب الصلوۃ ، باب مقام الامام من الصف ، حدیث نمبر : 681)

اس سے متعلق فقہاء کرام نے فرمایا کہ ایک سے زائد مقتدی ہونے کی صورت میں امام مقتدیوں کے آگے صف کے درمیان کھڑا ہوگا۔

## محدثین کا فیصلہ

محدثین نے اس روایت کے پہلے حصہ کو ضعیف کہا ہے، دوسرا حصہ' جو صف کے درمیانی خلل کو دور کرنے سے متعلق ہے' دیگر روایات کی تائید کے باعث ثابت قرار پاتا ہے لیکن امام کے صف کے درمیان میں کھڑا ہونے کی کوئی صحیح حدیث نہیں۔

علامہ مناوی (متوفی 1031ھ) نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے لکھا:

واسنادہ لین .

ترجمہ: اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

(التیسیر بشرح الجامع الصغیر للمناوی، حرف الواو)

غیر مقلد عالم شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

(ضعیف ابی داود- الأم للالبانی ،کتاب الصلوۃ ، باب مقام الامام من الصف)

## غیر مقلدین کا عمل

مذکورہ روایت ضعیف ہونے کے باوجود غیر مقلدین اسی پر عمل کرتے ہیں، چنانچہ غیر مقلد عالم شیخ محمد بن صالح عثیمین (متوفی 1421ھ) نے سوال کے جواب میں کہا:

توسیط الامام ھو السنۃ وھو الافضل.

ترجمہ: امام کا درمیان میں کھڑا ہونا ہی سنت ہے اور یہی افضل ہے۔

(مجموع فتاوی و رسائل العثیمین ، کتاب الصلوۃ ، احکام الصفوف ، سوال نمبر: 419)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین نے امام کے صف کے درمیان میں کھڑا ہونے کو ضعیف حدیث کی وجہ سے سنت اور افضل کہا ہے۔

## ﴿عیدین کے خطبے؛ دو یا ایک؟﴾

عیدین کے خطبوں سے متعلق سنن ابن ماجہ میں حدیث پاک ہے:

**عن جابر قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم فطر او اضحیٰ فخطب قائما ثم قعد ثم قام.**

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن (عیدگاہ) تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا، پھر بیٹھے پھر کھڑے ہوئے۔ (اور خطبہ ارشاد فرمائے)۔

(سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوة والسنة فيها، باب ماجاء فى الخطبة فى العيدين، حديث نمبر: 1289)

اس سلسلہ میں فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ عیدین میں دو خطبے سنت ہیں، جس طرح جمعہ میں ہیں۔

## محدثین کا فیصلہ

مذکورہ روایت محدثین کی تحقیق کے مطابق ضعیف ہے جیسا کہ علامہ ابن رجب حنبلی (متوفی 795ھ) نے اس روایت کی سند کے ایک راوی کے بارے میں کہا ہے:

**واسماعيل هو المكى ضعيف جدا.**

ترجمہ: اسماعیل جو مکی ہیں نہایت ضعیف راوی ہیں۔

(فتح البارى لابن رجب، ابواب العيدين، باب الخطبة يوم العيد)

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1138ھ) نے لکھا ہے:

**واسناد ابن ماجه فيه اسماعيل بن مسلم وقد اجمعوا على ضعفه وابوبحر ضعيف .**

ابن ماجہ کی سند میں اسماعیل بن مسلم ہیں، جن کے ضعیف ہونے پر محدثین نے اتفاق کیا ہے، ایک اور راوی ابو بحر ضعیف ہیں۔

(حاشية السندى على سنن ابن ماجه ،كتاب اقامة الصلوة والسنة فيها ، باب ماجاء فى الخطبة فى العيدين ، حديث نمبر : 1289)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) نے لکھا ہے:

**ولم يثبت فى تكرير الخطبة شئ والمعتمد فيه القياس على الجمعة .**

ترجمہ: عیدین کے موقع پر دو خطبوں سے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں، اس مسئلہ میں دلیل جمعہ کے خطبوں پر قیاس ہی ہے۔

(خلاصة الاحكام فى مهمات السنن وقواعد الاسلام ،كتاب صلوة العيد ،فصل فى ضعيفه)

شیخ البانی نے لکھا: **وهذا إسناد واه.**

ترجمہ: یہ بہت ضعیف سند ہے۔

(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيء فى الأمة، حديث نمبر:5789)

اس سے واضح ہوا کہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے وقت دو خطبوں کا ثبوت صرف ضعیف حدیث میں ہے۔

## غیر مقلدین کا عمل

معروف غیر مقلد عالم شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز (متوفی 1420ھ) نے عیدین کے خطبہ سے متعلق سوال کا یوں جواب دیا:

خطبة العيد خطبتان، يخطب خطبتين كالجمعة، هكذا قال أهل العلم، فقاسوا العيد على الجمعة، ووردت بعض الأحاديث التى تدل على أنه خطب فى العيد خطبتين، لكن فى أسانيدها ضعف، والعمدة فى ذلک أن العيد كالجمعة، فالعيد عيد العام، والجمعة عيد الأسبوع ...... كذلک فيه العمل بالخبر الضعيف الذى يعضده قياس العيد على الجمعة.

ترجمہ: عید کے خطبے دو ہیں، خطیب جمعہ کی طرح دو خطبے کہے گا، علماء نے اسی طرح کہا اور عید کو جمعہ پر قیاس کیا، بعض احادیث آئی ہیں جو اس عمل کو بتاتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کے موقع پر دو خطبے دیئے ہیں، لیکن اُن احادیث کی سندوں میں ''ضعف'' ہے، اس مسئلہ میں دلیل یہ ہے کہ عید جمعہ کی طرح ہے تو عید الفطر یا عید الاضحیٰ سالانہ عید ہے اور جمعہ ہفتہ واری عید ہے ......اسی طرح ''اس مسئلہ میں ضعیف حدیث پر عمل ہے''، جمعہ پر عید کا قیاس اس کو مضبوط کرتا ہے۔

(فتاوی نور على الدرب، كتاب الصلوة، باب صلوة العيدين ،مسئلة فى خطبتى العيدين)

اس سے معلوم ہوا کہ صحیح حدیث پر عمل کرنے والے غیر مقلدین نے ضعیف حدیث پر عمل کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مقلدین قیاس کو ضعیف حدیث کے لئے قوت کا سبب مانتے ہیں۔

## ﴿کیا سامانِ تجارت کی زکوۃ واجب ہے؟﴾

سامانِ تجارت کے بارے میں سنن ابوداؤد میں حدیث پاک ہے:

عن سمرة بن جندب قال اما بعد فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يامرنا ان نخرج الصدقة من الذى نعد للبيع.

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: اما

**بعد!** یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اس بات کا حکم فرماتے تھے کہ ہم اس سامان کی زکوۃ نکالیں جسے ہم تجارت کے لئے تیار کرتے۔

(سنن ابی داود، کتاب الزکوۃ، باب العروض اذا کانت للتجارۃ ھل فیھا من زکوۃ، حدیث نمبر:1562)

اس سے متعلق فقہاء کرام نے کہا ہے کہ تاجرین کے ذمہ سامانِ تجارت کی زکوۃ واجب ہے۔

## محدثین کا فیصلہ

اس روایت کو محدثین نے ضعیف کہا ہے، جیسا کہ امام ذہبی (متوفی 748ھ) نے لکھا:

**فيه لين .**

ترجمہ: اس کی سند میں ضعف ہے۔

(تنقیح التحقیق فی احادیث التعلیق للذھبی، الزکوۃ)

علامہ ہیثمی (متوفی 807ھ) نے لکھا ہے:

**وفي اسناده ضعف .**

ترجمہ: اس کی سند میں ضعف ہے۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد ، کتاب الزکوۃ ، باب صدقۃ الخیل والرقیق وغیر ذلک ، حدیث نمبر:4377)

شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے لکھا ہے:

**والحق أن القول بوجوب الزكوة على عروض التجارة مما لادليل عليه فى الكتاب والسنة الصحيحة.**

ترجمہ: حق بات یہ ہے کہ سامانِ تجارت کی زکوۃ واجب ہونے کی کوئی دلیل قرآن مجید اور صحیح حدیث میں نہیں۔

(تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ، القاعدۃ الخامسۃ عشرۃ ، ومن زکوۃ التجارۃ)

## غیر مقلدین کا عمل

اس روایت کے ضعیف ہونے کے باوجود غیر مقلدین نے سامانِ تجارت کی زکوۃ کو واجب کہا اور ضعیف روایت پر عمل کیا ہے، جیسا کہ غیر مقلد عالم شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز نے فتوی میں لکھا ہے: (بطور اختصار اس کے ترجمہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے) ترجمہ: اگر کوئی شخص تجارت کے ارادہ سے فروخت کی جانے والی چیزوں کو اب کولرس (Coolers) میں رکھے اور اس پر سال گذر جائے تو وہ اس سامان کی زکوۃ دے گا جب کہ وہ سونا یا چاندی کے نصاب کو پہنچے کیونکہ وہ اس وقت تجارتی سامان قرار پاتے ہیں اور سنن ابوداؤد میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اس بات کا حکم فرماتے تھے کہ ہم اس سامان کی زکوۃ نکالیں جسے ہم تجارت کے لئے تیار کرتے۔

(فتاوی نور علی الدرب، کتاب الزکوۃ، بیان مقدار زکوۃ الشعیر والفواکه والخضروات)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ تجارتی سامان کی زکوۃ کے سلسلہ میں روایت ضعیف ہونے پر محدثین کی گواہی موجود ہے، اس کے باوجود غیر مقلدین نے اس ضعیف روایت کے مطابق عمل کیا، اور اسی کے مطابق فتوی جاری کیا۔

## ﴿مکہ مکرمہ میں رمضان کے روزوں کی فضیلت﴾

مکہ مکرمہ میں ماہ رمضان کے روزوں کی خصوصی فضیلت حدیث پاک میں وارد ہے:

عن ابن عباس، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أدرك رمضان بمكة، فصامه، وقام منه ما تيسر له، كتب الله له مائة ألف شهر رمضان، فيما سواها، وكتب الله له، بكل يوم عتق رقبة، وكل ليلة عتق رقبة، وكل يوم حملان فرس في سبيل الله، وفي كل يوم حسنة، وفي كل ليلة حسنة.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مکہ مکرمہ میں ماہ رمضان پایا، رمضان بھر روزہ رکھا اور جتنا موقع ملے قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوسرے مقام پر ایک لاکھ رمضان میں روزوں اور قیام کا ثواب عطا فرمائے گا، اور ہر روزہ کے بدلہ ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب، ہر رات کے بدلہ ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر دن کے عوض اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک گھوڑا دینے کا ثواب لکھے گا اور ہر دن کے بدلہ ایک نیکی اور ہر رات کے بدلہ ایک نیکی لکھے گا۔

(سنن ابن ماجہ ،کتاب المناسک ،باب صیام شھر رمضان بمکۃ ،حدیث نمبر:3117)

## محدثین کا فیصلہ

اس روایت کو محدثین نے ضعیف کہا ہے، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 458ھ) نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا:

**تفرد به عبد الرحيم بن زيد وليس بالقوى .**

ترجمہ: اس روایت کو بیان کرنے میں عبدالرحیم بن زید منفرد ہیں اور وہ مضبوط راوی نہیں۔

(شعب الایمان للبیھقی ،الصیام ،حدیث نمبر:3455)

محدث ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 327ھ) نے لکھا:

**قال أبى هذا حديث منكر وعبد الرحيم بن زيد متروك الحديث.**

ترجمہ: میرے والد نے فرمایا: یہ منکر حدیث ہے اور عبدالرحیم بن زید حدیث کی روایت میں متروک ہیں۔

(علل الحدیث لابن ابی حاتم،علل اخبار رویت فی الزکوۃ والصدقات ،حدیث نمبر:735)

غیر مقلد عالم شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس روایت کو ''موضوع'' (گھڑی ہوئی بات / جھوٹی بات) کہا ہے۔

(سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة واثرها السيئ فى الامة ،حديث نمبر : 832)

## غیر مقلدین کا عمل

اس قدر ضعیف روایت پر غیر مقلدین نے عمل کیا اور مکہ مکرمہ میں ماہ رمضان کی فضیلت کو تسلیم کیا ہے، چنانچہ غیر مقلد عالم شیخ محمد بن صالح عثیمین (متوفی 1421ھ) نے اس حدیث کو سنن ابن ماجہ کے حوالہ سے بیان کرنے کے بعد کہا:

**وهذا اسناده ضعيف ولكن يستأنس به ويدل على ان صوم رمضان فى مكة افضل من صومه فى غيرها .**

ترجمہ: اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن اس سے استدلال کیا جا سکتا ہے اور یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مکہ مکرمہ میں رمضان کا روزہ دوسرے مقام پر رمضان کے روزہ سے افضل ہے۔

(مجموع فتاوى ورسائل الشيخ محمد بن صالح العثيمين، كتاب الصيام ،باب الاعتكاف)

## کیا حج فرض ہونے کے لئے توشہ اور سواری شرط ہے؟

حج سے متعلق جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے:

**عن ابن عمر قال جاء رجل الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال يارسول الله مايوجب الحج قال الزاد والراحلة.**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک صاحب نے حاضر ہوکر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کونسی چیز حج کو واجب کرتی ہے؟ فرمایا: توشہ اور سواری (حج کو واجب کرتی ہے)۔

(جامع الترمذى ، ابواب الحج ، باب ماجاء فى ايجاب الحج بالزاد والراحلة، حديث نمبر:813)

اس سلسلہ میں فقہاء کرام نے کہا کہ حج فرض ہونے کے لئے توشہ اور سواری کا ہونا ضروری ہے، خواہ سواری ملکیت میں ہو یا کرایہ پر یا عاریۃً لی گئی ہو۔

## محدثین کا فیصلہ

محدثین نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) نے لکھا ہے:

**قال ابن المنذر لایثبت فی الباب حدیث مسند قال وحدیث "ما السبیل قال الزاد والراحلة" ضعیف.**

ترجمہ: ابن منذر نے کہا: اس مسئلہ میں کوئی متصل مرفوع حدیث نہیں اور توشہ اور سواری والی روایت ضعیف ہے۔

(المجموع شرح المهذب للنووی، کتاب الحج)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) نے التلخیص الحبیر میں لکھا:

**وطرقها كلها ضعيفة وقد قال عبد الحق ان طرقه كلها ضعيفة وقال ابوبكر بن المنذر لایثبت الحدیث فی ذلک مسندا والصحیح من الروایات روایة الحسن المرسلة.**

ترجمہ: اس حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں، محدث عبدالحق نے کہا کہ اس کی تمام اسانید ضعیف ہیں اور محدث ابوبکر بن منذر نے کہا: اس مسئلہ میں متصل مرفوع حدیث ثابت نہیں اور صحیح روایت حضرت حسن کی مرسل روایت ہے۔

(التلخیص الحبیر، کتاب الحج، حدیث نمبر: 1198)

واضح رہے کہ غیر مقلدین "مرسل روایت" کو دلیل نہیں مانتے اور اس سے استدلال کو قبول نہیں کرتے۔

اور بلوغ المرام میں اس طرح لکھا ہے:

**واخرجه الترمذی من حدیث ابن عمر ایضاً وفی اسناده ضعف.**

ترجمہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں "ضعف" (کمزوری) ہے۔

(بلوغ المرام من ادلة الاحکام ،کتاب الحج، الزاد المشترط استطاعته فی وجوب الحج ،حدیث نمبر:713)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 279ھ) نے اس مسئلہ میں ایک اور حدیث روایت کی ہے، اور حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

**ھذا حدیث غریب لانعرفه الامن ھذا الوجه وفی اسناده مقال وھلال بن عبد الله مجھول والحارث یضعف فی الحدیث .**

ترجمہ: یہ غریب حدیث ہے، ہم اسے اسی سند سے جانتے ہیں اور اس حدیث کی سند میں کلام ہے، ہلال بن عبداللہ مجہول راوی ہیں اور حارث کو حدیث بیان کرنے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الحج، باب ماجاء فی التغلیظ فی ترک الحج، حدیث نمبر:812)

شیخ البانی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

(ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل، کتاب الحج، حدیث نمبر:988)

## غیر مقلدین کا عمل

حج کی فرضیت کے لئے غیر مقلدین نے توشہ اور سواری ضروری قرار دی جبکہ کوئی صحیح متصل مرفوع روایت ان حضرات کے پاس موجود نہیں جس پر وہ عمل کرسکیں، بالآخر اُنہوں نے اِنہی ضعیف روایات پر عمل کیا۔

جبکہ غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب نے لکھا ہے: "اگر چہ یہ اور اس

معنیٰ کی تمام روایات ضعیف ہیں لیکن امت کی اکثریت اسی تفسیر کی قائل ہے۔''

(فقه الحديث ، ج2، کتاب الحج ، ص 59)

اگرچہ امت کی اکثریت توشہ اور سواری کو حج کی فرضیت کے لئے شرط قرار دیتی ہے لیکن ''صحیح حدیث'' پر عمل کرنے والے غیر مقلدین کے لئے امت کی اکثریت کا عمل دلیل نہیں ہوتا بلکہ انہوں نے تو یہ باور کروایا ہے کہ وہ صحیح حدیث تلاش کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں، اس مسئلہ میں غیر مقلدین کو کوئی ''صحیح حدیث'' نہیں ملی اور اُنہوں نے ضعیف حدیث پر عمل کیا ہے۔

''امت کی اکثریت کا حوالہ دینا'' اس لئے بھی غیر مقلدین کے لئے فائدہ مند نہیں ہے کہ انہوں نے توسّل بالانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام' توسّل بالاولیاء' زیارتِ روضۂ مقدسہ کے لئے سفر' زیارتِ مزاراتِ صالحین کے لئے سفر، مرد و عورت کی نماز کا فرق اور دیگر کئی ایک مسائل میں امت کی اکثریت کے خلاف عمل کیا ہے۔

اگر امت کی اکثریت کا عمل ان کے لئے کسی مسئلہ میں وجہِ استدلال یا استدلال میں تقویت کا باعث بنتا ہے جب کہ انہوں نے توشہ اور سواری کو حج کی فرضیت کے لئے شرط قرار دینے میں اکثریت کے عمل کا حوالہ دیا ہے تو ان کے لئے مذکورہ دیگر مسائل میں بھی اکثریت کے موافق عمل کرنا ہی بہتر ہوگا۔

## کیا ادھار کے بدلہ ادھار فروخت کرنا' جائز ہے؟

ادھار کے بدلہ ادھار بیچنے سے متعلق امام بیہقی کی سنن صغیر میں حدیث پاک ہے:

**عن ابن عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم انه نهی عن بیع الکالئ بالکالئ.**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ادھار کو ادھار کے بدلہ فروخت کرنے سے منع فرمایا۔

(السنن الصغیر للبیهقی ، کتاب البیوع ، باب مالاربوفیه وکل ماعدا الذهب والورق والمطعوم ، حدیث نمبر : 1882)

## محدثین کا فیصلہ

اس روایت کے بارے میں محدثین کا کہنا ہے کہ یہ ضعیف ہے، علامہ ابن جوزی (متوفی 597ھ) نے لکھا ہے:

**قال احمد ولا یحل الروایة عن موسی بن عبیدة ولا اعرف هذا الحدیث من غیر موسی ولیس فی هذا حدیث صحیح .**

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: موسی بن عبیدہ سے روایت کرنا' حلال نہیں اور میں اس حدیث کو موسی بن عبیدہ کے علاوہ کسی اور راوی سے نہیں جانتا، اور اس مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث نہیں۔

(العلل المتناهیة فی الاحادیث الواهیة ، کتاب البیع والمعاملات ،حدیث نمبر : 988)

محدث ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 365ھ) نے موسی بن عبیدہ زبدی کی مذکورہ روایت اور دیگر روایات نقل کیں، پھر لکھا:

**والضعف علی روایاته بین.**

ترجمہ: موسی بن عبیدہ زبدی کی روایتوں کا ضعیف ہونا بہت واضح ہے۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال ، موسی بن عبیدة )

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) نے لکھا ہے:

**رواه اسحق والبزار باسناد ضعیف .**

ترجمہ: اس حدیث کو اسحق اور بزار نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(بلوغ المرام فی ادلة الاحکام ، کتاب البیوع ، باب الربو، حدیث نمبر :846)

شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔

(ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل ، کتاب البیع، باب السلم ،حدیث نمبر : 1382)

## غیر مقلدین کا عمل

غیر مقلدین کے فتاوی میں ہے:

**معنى بيع الكالىء بالكالىء هو بيع النسيئة بالنسيئة، أى بيع الدين بالدين، وهو غير جائز.**

ترجمہ: ادھار کے بدلہ ادھار یعنی قرض کے بدلہ قرض بیچنا جائز نہیں۔

(فتاوى اللجنة الدائمة، المجموعة الاولى، البيوع، ربا النسيئة، فتوى نمبر:18535)

ادھار کے بدلہ ادھار بیچنے اور قرض کے بدلہ قرض فروخت کرنے کی ممانعت سے متعلق کوئی صحیح حدیث نہیں ہے، لیکن غیر مقلدین اس کی ممانعت کے قائل ہیں اور ضعیف حدیث پر عمل پیرا ہیں۔

## ﴿کیا بیعانہ سوخت کرنا' جائز نہیں؟﴾

بیعانہ سے متعلق سنن ابوداؤد میں حدیث پاک ہے:

**عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده انه قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع العربان قال مالك وذلك فيما نرى والله اعلم ان يشترى الرجل العبد او يتكارى الدابة ثم يقول اعطيك دينارا على انى ان تركت السلعة او الكراء فما اعطيتك لك .**

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع عُربان سے منع فرمایا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس سے مراد ہم سمجھتے ہیں کہ، اللہ بہتر جاننے والا ہے، آدمی غلام خریدے یا جانور کرائے پر لے تو یوں کہے کہ میں تمہیں ایک دینار اس شرط پر دیتا ہوں کہ اگر میں سامان نہ خریدوں یا کرایہ پر نہ لوں تو جو دینار میں نے تمہیں دیا وہ تمہارے لئے ہوگا۔

(سنن ابی داود ، ابواب الاجارة ، باب فی العربان ، حدیث نمبر : 3502)

فقہاء کرام نے اس سے متعلق مسئلہ بتلایا ہے کہ خرید و فروخت کے وعدہ کے وقت پیشگی جو رقم دی جاتی ہے، اگر وعدہ کے مطابق معاملہ نہ ہو تو یہ پیشگی رقم (بیعانہ) خریدار کو واپس کی جائے گی، بیچنے والے کے لئے جائز نہیں کہ اس رقم کو روک لے۔

## محدثین کا فیصلہ

بیعانہ سوخت کرنے کی مذکورہ روایت ضعیف ہے، اس پر محدثین کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

علامہ طیبی (متوفی 743ھ) نے لکھا ہے:

**وحديث النهي منقطع .**

ترجمہ: بیعانہ سوخت کرنے کی ممانعت والی روایت منقطع (ضعیف کی ایک قسم) ہے۔

(شرح المشكوة للطيبي ، كتاب البيوع ، باب المنهي عنها من البيوع ، حديث نمبر : 2864)

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) نے لکھا ہے:

**هذا لايعرف عن النبي صلى الله عليه وسلم من وجه يصح وانما ذكره عبدالرزاق عن الاسلمي عن زيد بن اسلم مرسلاً وهذا او مثله ليس بحجة .**

ترجمہ: یہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ نہیں ہے، محدث عبدالرزاق نے اسلمی سے وہ زید بن اسلم سے مرسل روایت کی ہے لیکن یہ اور اس جیسی روایتیں حجت نہیں بنتیں۔

(التمهيد لما في الموطا من المعاني والمسانيد، باب بلاغات مالك و مرسلاته ، الحديث الثالث)

علامہ صنعانی (متوفی 1182ھ) نے لکھا ہے:

وفیہ راو لم یسم وسمی فی روایۃ فاذا ھو ضعیف ولہ طرق لاتخلو عن مقال.

ترجمہ: اس حدیث کی سند میں ایک راوی کا نام مذکور نہیں اور ایک روایت میں نام ذکر کیا گیا تو حقیقت یہ ہے کہ وہ راوی ضعیف ہے، اس حدیث کی کئی سندیں ہیں جو کلام (اعتراض) سے خالی نہیں۔

(سبل السلام ، کتاب البیوع ، بیع العربان ، حدیث نمبر : 754)

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 840ھ) نے لکھا ہے:

هذا اسناد ضعيف .

ترجمہ: یہ ضعیف سند ہے۔

(مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجۃ ، کتاب التجارات ، باب بیع العربان)

مشہور غیر مقلد عالم قاضی شوکانی (متوفی 1250ھ) نے لکھا ہے:

الحديث منقطع .

ترجمہ: یہ حدیث منقطع ہے۔

(نیل الاوطار ، کتاب البیوع ، باب النہی عن بیع العربون)

## غیر مقلدین کا عمل

غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب نے اسی ضعیف روایت کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے:

”(جمہور، مالک، شافعی) یہ بیع باطل و ناجائز ہے......(راجح) جمہور کا موقف راجح ہے۔“

(فقہ الحدیث ، ج 2، کتاب البیوع ، ص 259)

اوپر ذکر کی گئی حدیث کے بارے میں محدثین کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ روایت ضعیف ہے، اور غیر مقلدین نے اسی ضعیف روایت کو عمل کے لئے اختیار کر رکھا ہے۔

## ﴿کیا قرض پر فائدہ سود ہے؟﴾

قرض کے ذریعہ فائدہ حاصل کرنے کی ممانعت سے متعلق علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 807ھ) نے حدیث پاک نقل فرمائی ہے:

**عن عمارة الهمدانی قال سمعت علیا یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کل قرض جر منفعة فهو ربا.**

ترجمہ: حضرت عمارہ ہمدانی سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے سنا' وہ فرماتے ہیں: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر قرض جو نفع لائے وہ سود ہے۔

(بغیة الباحث عن زوائد مسند الحارث ، کتاب البیوع ، باب فی القرض یجر المنفعة ، حدیث نمبر : 437)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ قرض کے ذریعہ نفع لینا' جائز نہیں کیونکہ وہ جائز فائدہ نہیں بلکہ سود ہے۔

## محدثین کا فیصلہ

اس روایت کو محدثین نے ضعیف کہا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا:

**رواه الحارث بن ابی اسامة واسناده ساقط.**

ترجمہ: اس کی روایت محدث حارث بن ابواسامہ نے کی اور اس کی سند ساقط ہے۔

(بلوغ المرام من ادلة الاحکام ، کتاب البیوع ، ابواب السلم والقرض والرهن )

علامہ ابن عبدالھادی (متوفی 744ھ) نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

(تنقیح التحقیق فی احادیث التعلیق لابن عبد الهادی، کتاب البیوع ، مسائل القرض )

علامہ ابن ملقن (متوفی 804ھ) نے لکھا ہے:

**رواہ ابن ابی اسامة من روایة علی باسناد ضعیف قال بعضهم لایصح فی هذا الباب شیء.**

ترجمہ: اس کی روایت حارث بن ابواسامہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ضعیف سند کے ساتھ کی ہے، بعض محدثین نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی روایت صحیح نہیں۔

(خلاصة البدر المنیر ، کتاب السلم ، باب القرض)

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 840ھ) نے لکھا ہے:

**هذا اسناد ضعیف لضعف سوار بن مصعب الهمدانی .**

ترجمہ: یہ ضعیف سند ہے کیونکہ اس کے راوی سوار بن مصعب ہمدانی ضعیف ہیں۔

(اتحاف الخیرة المهرة بزوائد المسانید العشرة ، کتاب القرض ، باب انما جزاء السلف القضاء والحمد)

شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔

(ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل ، کتاب البیع، باب القرض،حدیث نمبر: 1398)

محدثین کی مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوا ہے کہ قرض کے ذریعہ فائدہ لینے کو سود قرار دینے سے متعلق ذکر کی گئی روایت ضعیف ہے۔

## غیر مقلدین کا عمل

غیر مقلدین نے اس ضعیف روایت پر عمل کیا ہے، چنانچہ غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب نے اس مضمون کی تین ضعیف روایتیں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ''یہ روایات اگر چہ ضعیف ہیں لیکن یہ مسئلہ ( قرض پر نفع لینے کی ممانعت ) صحیح احادیث سے ثابت ہے۔''

(فقه الحدیث ، ج 2، کتاب البیوع ، ص 315)

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ غیر مقلدین کئی ایک مسائل میں مرفوع حدیث طلب کرتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول یا عمل کو ہی دلیل قرار دیتے ہیں اور

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے قول و عمل سے استدلال کو قبول نہیں کرتے بلکہ مسترد کرتے ہیں جیسا کہ بیس رکعات تراویح سے متعلق ایک سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح احادیث منقول ہیں، عورت کے سمٹ کر سجدہ کرنے سے متعلق اور مرد و عورت کی نماز کے درمیان فرق کے بارے میں صحابہ کرام کے اقوال موجود ہیں لیکن غیر مقلدین یہ ''مرفوع روایت نہیں'' کہہ کر ان احادیث کو دلیل بنانے سے انکار کرتے ہیں۔

قرض پر نفع لینے کی ممانعت سے متعلق غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب نے جن صحیح احادیث کی طرف اشارہ کیا' وہ مرفوع روایات نہیں بلکہ صحابی کا قول ہے، جس کو وہ دلیل میں قبول نہیں کرتے، اگر کوئی مرفوع حدیث موجود ہوتی تو انہیں تین ضعیف روایتیں ذکر کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

خلاصہ یہ ہے کہ غیر مقلدین نے قرض پر نفع لینے کی ممانعت کے لئے ضعیف احادیث پر عمل کیا ہے۔

## ﴿کیا مزدور کی مزدوری پہلے طے کرنا' ضروری ہے؟﴾

اگر کسی شخص کو رقم کے بدلہ کسی کام پر مقرر کیا جائے تو کیا اس کام کی اجرت و محنتانہ پہلے طے کیا جائے یا بعد میں؟ اس سلسلہ میں مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے:

**عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن استئجار الاجیر حتی یبین لہ اجرہ.......**

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدوری بیان کرنے سے پہلے مزدور رکھنے سے منع فرمایا.......

(مسند الامام احمد ، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ، حدیث نمبر :11565)

اس حدیث پاک کی وجہ سے فقہاء کرام نے فرمایا کہ کسی بھی کام پر کسی شخص کو مقرر

کیا جائے جیسے دفاتر میں ملازمت کے لئے ملازم، عدالت میں مقدمہ کی پیروی کے لئے وکیل، تدریس کے لئے مدرس، عمارت کا نقشہ بنانے کے لئے آرکیٹیکٹ، فرنیچر بنانے کے لئے کارپنٹر، ویب سائٹ ڈیزائن کرنے کیلئے ویب ڈیزائنر، سافٹ ویر بنانے کیلئے سافٹ ویر انجینئر کو محنتانہ پر مقرر کیا جائے تو یہ معاملہ اُسی وقت درست ہوگا جبکہ اس کا محنتانہ واضح طور پر بیان کر دیا جائے۔

## محدثین کا فیصلہ

اوپر بیان کی گئی روایت کو محدثین نے ضعیف کہا ہے چنانچہ علامہ ابن ملقن (متوفی 804ھ) نے لکھا ہے:

**وھو مرسل بین ابراھیم وابی سعید وکذلک رواہ معمر عن حماد بن ابی سلیمان مرسلا.**

ترجمہ: یہ روایت راوی ابراہیم اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے درمیان منقطع ہے (یعنی درمیان میں ایک راوی کا ذکر نہیں کیا گیا) اسی طرح معمر نے حماد بن ابوسلیمان سے منقطع روایت کی ہے۔

(البدر المنیر فی تخریج الاحادیث والاثار الواقعة فی الشرح الکبیر، کتاب الاجارة، الحدیث الثالث)

اس مسئلہ میں دیگر الفاظ کے ساتھ دوسری سندوں سے اور بھی روایتیں منقول ہیں، لیکن وہ روایتیں یا تو مرسل ہیں یا ضعیف ہیں یا پھر موقوف ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 458ھ) نے ان الفاظ سے روایت نقل کی ہے:

**ومن استاجر اجیرا فلیعلمہ اجرہ.**

ترجمہ: اور جو شخص کسی مزدور کو اجرت پر رکھے تو چاہیئے کہ اسے اس کی مزدوری بتا دے۔

(السنن الکبری للبیھقی ،کتاب الاجارۃ، باب لا تجوز الاجارۃ حتی تکون معلومۃ وتکون الاجرۃ معلومۃ،حدیث نمبر:11651)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی852ھ) نے امام بیہقی کی اس روایت کے بارے میں لکھا:

**وھو منقطع وتابعہ معمر عن حماد مرسلا ایضاً.**

ترجمہ: یہ حدیث منقطع ہے، اور معمر نے حماد سے بھی اسی طرح کی حدیث منقطع روایت کی ہے۔

(التلخیص الحبیر، کتاب الاجارۃ، حدیث نمبر:1646)

## غیر مقلدین کا عمل

محدثین کی تحقیق یہی ہے کہ مزدور رکھنے کے وقت محنتانہ مقرر کرنے کی روایتیں ضعیف ہیں ،پھر بھی غیر مقلدین نے ضعیف احادیث پر عمل کیا ، جیسا کہ عمران ایوب لاہوری صاحب نے لکھا ہے: ''اگرچہ گذشتہ روایت میں ضعف ہے لیکن یہ مسئلہ صحیح حدیث سے ثابت ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہودیوں کو) خیبر کی زمین دے دی تھی کہ اس میں محنت کے ساتھ کاشت کریں( ولھم شطر مایخرج منھا) اوران کے لئے پیداوار کا نصف حصہ ہوگا۔امام شوکانی نے اسی کو ثابت کیا ہے۔''

(فقہ الحدیث ج2،کتاب البیوع،ص324)

اگر یہ مسئلہ صحیح حدیث سے ثابت ہوتا تو کتاب ''فقہ الحدیث'' کے مصنف کو ضعیف حدیث ذکر کرنے کی ضرورت نہ ہوتی ،جس صحیح حدیث کا انہوں نے حوالہ دیا' دراصل وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل مبارک ہے، اور غیر مقلدین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل مبارک کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں، ملاحظہ ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل مبارک کے بارے میں غیر مقلدین کا قاعدہ یہ ہے کہ آپ کا عمل مبارک حکم کے درجہ میں نہیں ،اس وجہ سے اس سے کسی عمل

کا واجب ہونا ثابت نہ ہوگا، جیسا کہ وضوء ٹوٹنے کے ایک مسئلہ میں شیخ محمد بن صالح عثیمین نے کہا:

**إن هذا مجرد فعل، ومجرد الفعل لا يدل على الوجوب، لأنه خالٍ من الأمر.**

ترجمہ: یہ تو صرف عمل ہے اور صرف عمل وجوب کو نہیں بتاتا؛ کیونکہ وہ حکم سے خالی ہوتا ہے۔

(مجموع فتاوى ورسائل العثيمين، كتاب الطهارة، باب نواقض الوضوء، سوال نمبر: 139)

جب غیر مقلدین کے پاس فعلی حدیث یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل مبارک سے وجوب ثابت نہیں ہوتا تو پھر یہ حضرات مزدور کی مزدوری پہلے مقرر کرنے کے مسئلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے وجوب کیسے ثابت کر سکتے ہیں؟

خلاصہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں غیر مقلدین نے ضعیف حدیث پر ہی عمل کیا ہے۔

## ﴿قرض ادا نہ کیا جائے تو کیا رہن کی ملکیت ختم ہو جائے گی؟﴾

آدمی کسی چیز کو قرض دینے والے کے پاس ضمانت یا دستاویز کے طور پر رکھ کر قرض لیتا ہے، جب قرض واپس کرتا ہے تو اُسے اس کی مملوکہ چیز' جس کو قرض دینے والے کے پاس رکھا تھا' واپس کی جاتی ہے، سوال یہ ہے کہ کیا قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں قرض دینے والا ضمانت کے طور پر رکھی ہوئی چیز قرض کے بدلہ رکھ لے گا اور کیا گروی رکھی ہوئی اس چیز پر اسے مالکانہ حق حاصل ہو جائے گا؟

اس سلسلہ میں حدیث پاک ہے:

**عن سعيد بن المسيب قال قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم لايغلق الرهن، لصاحبه غنمه وعليه غرمه.**

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ مالِ رہن روکا نہیں جائے گا، اس کا

مالک ہی اس کے فائدہ کا حقدار ہے اور اسی کے ذمہ اس کا خرچ ہے۔

(مراسیل ابی داود ،ماجاء فی الرھن ،حدیث نمبر:187)

## محدثین کا فیصلہ

رہن سے متعلق اوپر جو روایت ذکر کی گئی ہے وہ مرسل ہے اور غیر مقلدین نے مرسل کو ضعیف حدیث کی اقسام میں شمار کیا ہے، یہ روایت کئی سندوں کے ساتھ منقول ہے، اس سلسلہ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری (متوفی 1014ھ) نے لکھا ہے:

**قال التوربشتی وھذا الحدیث وجدناہ فی الکتاب أی المصابیح موصولا مسندا إلی أبی ھریرۃ والظاھر أن ذلک ألحق بہ فإن الصحیح فیہ أنہ من مراسیل سعید بن المسیب، وعلی ھذا رواہ أبو داود فی کتابہ ولم یوصلہ غیر ابن أبی أنیسۃ.**

ترجمہ: علامہ توربشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ہم نے کتاب مصابیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک متصل مسند پائی ہے اور اس کو مسند میں شامل کر دیا گیا؛ کیونکہ درست بات یہی ہے کہ یہ حدیث سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل روایت ہے اور اسی طرح امام ابوداؤد نے اسے مراسیل میں روایت کیا ہے، ابن ابی انیسہ کے سوا کسی نے اس حدیث کو متصل بیان نہیں کیا۔

(مرقاۃ المفاتیح ،کتاب البیوع ،باب السلم والرھن،حدیث نمبر: 2888)

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) نے لکھا ہے:

**وأصل ھذا الحدیث عند اکثر اھل العلم بہ مرسل وان کان قد وصل من جھات کثیرۃ الا انھم یعللونھا علی ماذکرنا عنھم فی التمھید.**

ترجمہ: اکثر اہل علم کے پاس اس حدیث کی اصل مرسل ہے، اگرچہ مختلف اسانید سے اس کو موصول روایت کیا گیا ہے لیکن محدثین نے اسے معلول (ضعیف) قرار دیا،

جیسا کہ ہم نے تمہید (شرح مؤطا) میں تفصیل ذکر کی ہے۔

(الاستذکار ،کتاب الاقضیة ،باب مالایجوز من غلق الرهن ،حدیث نمبر : 1398)

شیخ البانی (متوفی 1420ھ) نے اس حدیث کو مرسل قرار دیا، جو غیر مقلدین کے پاس ضعیف کی قسم ہے۔

(ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل ، کتاب البیع، باب القرض، حدیث نمبر:1406)

## غیر مقلدین کا عمل

اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت ضعیف ہے اور غیر مقلد حضرات نے اس پر عمل کیا ہے، جیسا کہ غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب نے لکھا ہے: ''اور رہن کو (قرض کی عدم ادائیگی کے سبب) ہمیشہ کے لئے نہ روکا جائے ...... رہن روک لینے کا مطلب یہ ہے کہ اگر راہن قرض ادا نہ کر سکے تو اس صورت میں مرتہن رہن کا مستحق (مالک حقیقی) نہیں ہوگا۔''

(فقه الحدیث، ج 2،کتاب البیوع ص،345)

یہ حدیث مراسیل ابوداود میں ہے جس پر غیر مقلدین نے ''مرسل'' ہونے کے باوجود عمل کیا اوراسی کتاب میں عورت کے سجدہ سے متعلق حدیث ہے کہ وہ سمٹ کر سجدہ کرے، لیکن انہوں نے ''مرسل'' کہہ کر اس پر عمل نہیں کیا، ''مرسل حدیث'' سے متعلق غیر مقلدین کا یہ دوہرا معیار ہے۔

یہ چند ضعیف احادیث نمونہ کے طور پر بیان کی گئی ہیں، ورنہ بیسیوں ایسی ضعیف احادیث ہیں جن پر غیر مقلدین نے عمل کیا اور کرتے آ رہے ہیں، یہاں یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ غیر مقلدین کے پاس عمل کرنے کے لئے ''صحیح حدیث'' لازمی نہیں، بلکہ وہ صحیح وسقیم، رطب ویابس سے کام لیتے ہیں، ضعیف حدیث، نہایت ضعیف حدیث، منقطع حدیث، منکر حدیث اور ضعیف کی دوسری اقسام پر عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ شیخ البانی کی موضوع قرار دی گئی روایت پر ان حضرات کا عمل ہے، اس قدر کثرت کے ساتھ ضعیف

احادیث پر عمل کرنے کے باوجود غیر مقلدین نے ضعیف احادیث پر مشتمل اپنی کتابوں میں ان روایتوں کا ذکر نہیں کیا، جیسا کہ شیخ البانی کے شاگرد احسان بن محمد عتیبی نے ایک کتاب میں سو ضعیف احادیث جمع کی ہیں، جس کا ترجمہ اردو زبان میں ''100 مشہور ضعیف احادیث'' کے نام سے شائع کیا گیا، اس کتاب میں احناف اور دیگر فقہاء کی اختیار کی ہوئی ضعیف احادیث بیان کی ہیں ؛ لیکن خود غیر مقلدین کی اختیار کی ہوئی بیسیوں ضعیف روایتوں میں سے کوئی ایک روایت بھی نہیں بیان کی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین نے ضعیف احادیث کو بیان کرنے میں جانبداری سے کام لیا ہے جو علمی دنیا میں نہایت معیوب اور دیانت کے خلاف ہے۔

## غیر مقلدین اور قیاس

غیر مقلدین نے ایک طرف حدیث پر عمل کی دعوت دی، تقلید کا انکار کیا، عقل اور قیاس کی مخالفت کی اور بڑی سختی سے بتلایا کہ دین میں عقل کا کوئی دخل نہیں، اسلام میں رائے کی کوئی جگہ نہیں، دین اسلام مکمل ہے، ہدایت کے لئے قرآن وحدیث کافی ہے، کسی امام کے قیاس کو ماننے کی ضرورت نہیں، قیاس کے ذریعہ دین میں اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔

دوسری طرف غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں قیاس کو دلیل قرار دیا، دین میں قیاس کی اہمیت کو تسلیم کیا، نمونہ کے طور پر قیاس کی چند وہ مثالیں ذکر کی جاتی ہیں جو غیر مقلد علماء نے بیان کی ہیں۔

غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب نے قیاس کی مثالیں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''1) قرآن مجید میں شراب نوشی کی حرمت کے متعلق نص موجود ہے لیکن نبیذ کے متعلق کوئی حکم موجود نہیں ہے، چونکہ شراب (یعنی خمر) میں حرمت کی علت نشہ ہے اور نبیذ

میں بھی یہ علت پائی جاتی ہے اس لئے نبیذ کو شراب پر قیاس کرتے ہوئے اس کے حکم میں شامل کر لیا جائے گا۔

2) اذانِ جمعہ کے وقت خرید و فروخت کی ممانعت نص سے ثابت ہے لیکن اس وقت نکاح کرنے، زمین کاشت کرنے اور کرائے پر لینے کی ممانعت شریعت میں ثابت نہیں ہے لیکن چونکہ خرید و فرخت سے ممانعت کی علت یہ ہے کہ یہ عمل نماز کے لئے جانے سے رکاوٹ بن جاتا ہے اس لئے ان تمام افعال کو خرید و فروخت پر قیاس کرتے ہوئے ممنوع قرار دیا جائے گا جو نماز سے رکاوٹ بنتے ہیں کیونکہ اس میں بھی وہی علت موجود ہے جو خرید و فروخت میں ہے''۔

(فقہ الحدیث، ج1، ص 62-61)

## غیر مقلدین کے دیگر مآخذ

غیر مقلدین نے نہ صرف قیاس کو قبول کیا اور اس پر عمل کیا بلکہ قرآن و حدیث کے علاوہ جملہ نو (9) امور کو مآخذ شمار کیا اور قرآن و حدیث پر عمل کا دعوی کرنے اور فقہ کو قرآن و حدیث کے خلاف قرار دینے والے غیر مقلدین نے اسے شرعی مآخذ کی فہرست میں شامل کیا، اختصار کے لئے یہاں صرف ان مآخذ کی فہرست ذکر کی جاتی ہے۔

غیر مقلد عالم عمران ایوب لاہوری صاحب نے لکھا ہے: ''فقہ کے اساسی ماخذ دو ہیں،

1) قرآن 2) سنت

اور ذیلی مآخذ نو ہیں: 1) اجماع 2) اقوالِ صحابہ 3) قیاس

4) استحسان 5) استصحاب 6) مصالحِ مرسلہ 7) سدِ ذرائع

8) عرف 9) پہلی شریعتوں کے احکام''۔

(فقہ الحدیث ج1، ص53)

غیر مقلدین کے پاس یہ نو (9) شرعی مآخذ مسلمہ ہیں، لیکن حدیث پر عمل کی

دعوت کے وقت ان باتوں کو چھپا دیا جاتا ہے؛ تا کہ صحیح حدیث پر عمل کی زبانی دعوت دینے میں آسانی ہو۔

## غیر مقلدین اور تقلید

یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ غیر مقلدین تقلید کا انکار کرتے ہیں، تقلید کو گمراہی اور مقلدین کو گمراہ کہتے ہیں اور اس کی مذمت کرتے ہیں، تقلید کرنے والوں کو باطل پرست قرار دیتے ہیں اور ان پر الزام عائد کرتے ہیں کہ وہ کسی امام کی اطاعت کرتے ہیں، قرآن وحدیث پر عمل نہیں کرتے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید اور اتباع کو چھوڑ کر ائمہ کی بات پر بھروسہ کرتے ہیں۔

دوسری طرف انہی غیر مقلدین نے تقلید کو قبول کیا، اس کو جائز قرار دیا اور کہا کہ ایسی کوئی بات کہنی ہی نہیں چاہیئے جس کو پہلے کسی امام نے نہ کہا ہو جیسا کہ غیر مقلدین کے مقتدیٰ وپیشوا علامہ ابن تیمیہ (متوفی 728ھ) نے لکھا ہے:

**وکل قول ینفرد به المتأخر عن المتقدمین ولم یسبقه الیه احد منهم فانه یکون خطأ کما قال الامام احمد بن حنبل ایاک ان تتکلم فی مسئلة لیس لک فیها امام.**

ترجمہ: ہر وہ بات جس کو کہہ کر بعد والا شخص پہلے والوں سے علاحدہ ہو کر تنہا رہ جائے یقیناً وہ غلط ہے، جیسا کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: کسی ایسے مسئلہ میں بات کرنے سے بچو جس میں تمہارا کوئی امام نہ ہو۔

(مجموع الفتاوی، کتاب الفقه، باب نواقض الوضوء)

اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ امام کا ہونا ضروری ہے، امام کے بغیر مسائل میں گفتگو نہیں کرنی چاہیئے، اسی طرح علامہ ابن تیمیہ (متوفی 728ھ) نے بعض علماء کے حوالہ سے لکھا:

**ان مثل هذه المسائل الاجتهادية لاتنكر باليد وليس لاحد ان يلزم الناس باتباعه فيها ولكن يتكلم فيها بالحجج العلمية فمن تبين له صحة احد القولين تبعه ومن قلد اهل القول الاخر فلا انكار عليه.**

ترجمہ: اس جیسے اجتہادی مسائل کا انکار ہاتھ کے ذریعہ نہ کیا جائے اور کسی شخص کے لئے درست نہیں کہ وہ لوگوں کے لئے ان مسائل میں اپنی اتباع کو ضروری قرار دے لیکن وہ مسائل میں علمی دلائل سے بات کرے، پھر جس شخص کے لئے دو باتوں میں سے کوئی ایک بات کا صحیح ہونا' واضح ہو جائے وہ اس کی اتباع کرے اور جو شخص دوسری بات کہنے والوں کی تقلید کرے اس پر انکار نہ کیا جائے۔

(مجموع الفتاوی ،باب الشرکة)

لیکن غیر مقلدین علامہ ابن تیمیہ کی اس نصیحت کے خلاف کرتے ہیں اور کسی امام کی بات ماننے والوں کا نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ انہیں گمراہ قرار دیتے ہیں۔

غیر مقلدین اگر تقلید نہیں کرتے تو کم از کم انہیں تقلید کو گمراہی اور تقلید کرنے والوں کو گمراہ نہیں کہنا چاہیئے۔

یہی نہیں بلکہ غیر مقلدین نے ضرورت کے وقت تقلید کو جائز ودرست کہا ہے، چنانچہ غیر مقلد عالم شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن آل شیخ (متوفی 1293ھ)، جو محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پرپوتے ہیں' نے لکھا ہے:

**والتقليد ليس بواجب بل غايته أن يسوغ عند الحاجة وقد قرر بعض مشائخ الاسلام ان الشرائع لاتلزم الا بعد البلوغ وقيام الحجة ولا يحل لأحد ان يكفر اويفسق بمجرد مخالفة للرأى والمذهب.**

ترجمہ: تقلید واجب نہیں ہے؛ بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ تقلید ضرورت کے وقت جائز ہے اور بعض علماء نے کہا کہ آدمی کے بالغ ہونے اور اُس کے لئے دلیل قائم ہونے کے بعد ہی

شریعت لازم ہوتی ہے اور کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ رائے اور مسلک کی مخالفت کی بنیاد پر کافر کہے یا فاسق کہے۔

(عیون الرسائل والا جوبة علی المسائل ،رسالة الرد علی الصحاف)

اس میں غیر مقلدین کے لئے پیغام ہے کہ وہ مقلدین کو تقلید کرنے کی وجہ سے نہ گمراہ کہیں نہ گنہگار کہیں کیونکہ تقلید خود غیر مقلدین کے پاس بھی ضرورت کے وقت جائز ہے۔

ایک غیر مقلد عالم نے کچھ مالکی علماء کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

**وتقلید هؤلاء انما یسوغ عند الحاجة .**

ترجمہ: ان علماء کی تقلید ضرورت کے وقت درست ہے۔

(مجموعة الرسائل والمسائل النجدیة، الجزء الثالث ،الرسالة السادسة والسبعون)

اس طرح غیر مقلد علماء نے تقلید کو جائز و درست کہا حالانکہ لفظِ تقلید نہ قرآن کریم میں ہے نہ حدیث شریف میں، اور جو بات قرآن وحدیث میں نہ ہو وہ بدعت ہے اس کے باوجود غیر مقلد علماء نے تقلید کی ضرورت محسوس کی اور اس کو لفظِ تقلید سے ہی تعبیر کیا۔

غیر مقلد علماء کی عبارتوں سے یہ معلوم ہوا کہ کسی مسئلہ میں بات کرنے کے لئے امام کا 'ہونا' ضروری ہے، کوئی شخص کسی کی تقلید کرے تو اس کو برا نہ سمجھا جائے، رائے کے اختلاف کی بنیاد پر کافر یا گمراہ نہ کہا جائے اور ضرورت کے وقت تقلید کرنا' جائز و درست ہے، غیر مقلد علماء کی ان عبارتوں میں غیر مقلدین کے لئے میسیج اور پیغام ہے۔

## غیر مقلد اصحاب کے لئے دعوتِ فکر

جب غیر مقلد اہل علم نے احکام ومسائل میں صحیح حدیث پر عمل کرنے کے ساتھ ضعیف احادیث پر عمل کیا اور ضعیف حدیث پر عمل کی صورت میں تقویت کے لئے قیاس سے مدد لی، ضرورت کے وقت تقلید کو قبول کیا، اجماع کو دلیل تسلیم کیا، اقوالِ صحابہ کو بطور حجت پیش کیا، استحسان کو دلیل قرار دیا، استصحاب کو معتبر جانا، مصالح مرسلہ سے احتجاج

کیا، سد ذرائع کو شرعی ماخذ گردانا، احکام میں عرف کا اعتبار کیا، سابقہ شریعتوں کے احکام سے بھی حکم ثابت کیا تو غیر مقلد افراد جانبداری کو چھوڑ کر غور فرمائیں کہ چار ائمۂ مجتہدین کے ماننے والوں کے درمیان اور غیر مقلدین کے درمیان کیا فرق ہے؟ اس سلسلہ میں غیر مقلد بھائی مثبت انداز میں غور کریں، یہ ان کے لئے لمحۂ فکر ہے، یہ سوال یقیناً ان حضرات کے لئے قابلِ غور ہے کہ کیا یہ بات حقیقت سے دور نہیں کہ غیر مقلدین کے پاس صرف صحیح حدیث پر عمل کیا جاتا ہے؟ جب کہ تمام شرعی دلائل و مآخذ برابر اور یکساں ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ ہم مقلدین نے دوصدی ہجری کے اندر کے چار ائمہ میں سے کسی امام کی تقلید کی اور غیر مقلد اہل علم نے تقلید کا انکار کیا، اگر انصاف کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو واضح ہوگا کہ اعلی درجہ کی فقہی بصیرت رکھنے والے اُن چار ائمہ کی قرآن فہمی، حدیث دانی، قیاس واستحسان پر ملکہ غیر معمولی اور خداداد تھا، سد ذرائع اور مصالح مرسلہ پر اُن حضرات کی نظر نہایت گہری اور اہمیت کی حامل تھی اور ہے جب کہ تیرا سو یا چودہ سو سال بعد والے آج کے کسی عالم کا مبلغِ علم اُن حضرات کے علم سے بہت کم ہے، جب انہی شرعی دلائل و مآخذ کی بنیاد پر عمل کرنا ٹھہرا تو اُن چار ائمہ کی سمجھ بوجھ پر اعتماد ہی صحیح فیصلہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ سب کو صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور ائمۂ اعلام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور گمراہی کے راستہ سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

☆ختم شد☆

# ﴿مصادر و مراجع﴾

| کتاب | مصنف | سن وفات/مطبع |
|---|---|---|
| مسند الإمام أحمد بن حنبل | أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل شیبانی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 241ھ/تحقیق شعیب الأرنؤوط، عادل مرشد ودیگر، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع اول |
| صحیح البخاری | امام أبو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 256ھ |
| سنن ابن ماجہ | امام أبو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 273ھ |
| سنن ابی داود | أبو داود سلیمان بن أشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 275ھ |
| مراسیل ابی داود | أبو داود سلیمان بن أشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 275ھ/مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع اول |
| جامع الترمذی | ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 279ھ |
| سنن النسائی | أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 303ھ |
| علل الحدیث | أبو محمد عبد الرحمن بن محمد ابن أبی حاتم رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 327ھ/مطابع الحمیضی، طبع اول |
| الکامل فی ضعفاء الرجال | أبو أحمد عبد اللہ بن عدی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 365ھ، الکتب العلمیۃ-بیروت-لبنان، طبع اول |
| شعب الایمان | أبو بکر أحمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 458ھ/مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض، طبع اول |
| السنن الصغیر | أبو بکر أحمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 458ھ/جامعۃ الدراسات الإسلامیۃ، کراچی، طبع اول |
| السنن الکبری | أبو بکر أحمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 458ھ/دار الکتب العلمیۃ، بیروت-لبنان، طبع سوم |
| الاستذکار | أبو عمر یوسف بن عبد اللہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 463ھ/دار الکتب العلمیۃ-بیروت، طبع اول |
| التمهید لما فی الموطا من المعانی والمسانید | أبو عمر یوسف بن عبد اللہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 463ھ/وزارۃ عموم الأوقاف والشؤون الإسلامیۃ-المغرب، سن طباعت 1387ھ |

| | | |
|---|---|---|
| العلل المتناهية في الاحاديث الواهية | جمال الدين أبوالفرج عبدالرحمٰن بن علي ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 597ھ/ ادارۃ العلوم الأثریۃ، فیصل آباد، طبع دوم |
| خلاصة الاحكام في مهمات السنن وقواعد الاسلام | أبوزکریا محی الدین یحیی بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 676ھ/ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع اول |
| المجموع شرح المهذب | أبوزکریا محی الدین یحیی بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 676ھ/ دارالفکر |
| مجموع الفتاوى | أبوالعباس أحمد بن عبدالحلیم بن تیمیۃ حرانی | متوفی 728ھ/ مجمع الملک فهد لطباعۃ المصحف الشریف، المدینۃ النبویۃ، سن طباعت 1416ھ/ 1995ء |
| شرح المشكوة المسمی بالكاشف عن حقائق السنن | شرف الدين الحسين بن عبدالله طيبي | متوفی 743ھ، مکتبۃ نزار مصطفی الباز مکۃ المکرّمۃ - الریاض، طبع اول |
| تنقیح التحقیق فی احادیث التعلیق | شمس الدین محمد بن أحمد بن عبدالهادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 744ھ/ أضواء السلف، الریاض، طبع اول |
| تنقیح التحقیق فی احادیث التعلیق | شمس الدین أبوعبدالله محمد بن أحمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 748ھ/ دارالوطن - الریاض، طبع اول |
| فتح الباری شرح صحیح البخاری | زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 795ھ/ مکتبۃ الغرباء الأثریۃ - المدینۃ النبویۃ، طبع اول |
| خلاصۃ البدر المنیر | ابن الملقن سراج الدین أبوحفص عمر بن علی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 804ھ/ مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، طبع اول |
| البدر المنیر | ابن الملقن سراج الدین أبوحفص عمر بن علی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 804ھ/ دارالھجرۃ للنشر والتوزیع - الریاض - السعودیۃ، طبع اول |
| مجمع الزوائد ومنبع الفوائد | نورالدین أبوالحسن علی بن أبی بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 807ھ/ مکتبۃ القدسی، القاہرۃ، سن طباعت 1414ھ-1994ء |
| بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث | نورالدین أبوالحسن علی بن أبی بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 807ھ/ مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ - المدینۃ المنورۃ، طبع اول |
| مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجة | أبوالعباس أحمد بن أبی بکر بوصیری رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 840ھ/ دارالعربیۃ - بیروت، طبع دوم |

| | | |
|---|---|---|
| اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ | أبوالعباس أحمد بن أبی بکر بوصیری رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 840ھ/دارالوطن للنشر، الریاض، طبع اول |
| فتح الباری شرح صحیح البخاری | شہاب الدین أبوالفضل أحمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 852ھ/دارالمعرفۃ-بیروت |
| التلخیص الحبیر | شہاب الدین أبوالفضل أحمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 852ھ/داراضواءالسلف ریاض، طبع اول |
| بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام | شہاب الدین أبوالفضل أحمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 852ھ/دارالفلق-الریاض، طبع ہفتم |
| شرح سنن ابی داود | بدرالدین أبومحمد محمود بن أحمد عینی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 855ھ/مکتبۃ الرشد، الریاض، طبع اول |
| مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح | أبوالحسن نورالدین علی بن سلطان القاری رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 1014ھ/دارالفکر، بیروت-لبنان، طبع اول |
| التیسیر بشرح الجامع الصغیر | محمد عبدالرؤوف بن بن علی مناوی | متوفی 1031ھ/مکتبۃ الإمام الشافعی، الریاض، طبع سوم |
| حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ | نورالدین أبوالحسن محمد بن عبدالھادی سندی رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 1138ھ/دارالفکر، طبع دوم |
| سبل السلام | أبوإبراہیم محمد بن إسماعیل صنعانی | متوفی 1182ھ/دارالحدیث |
| نیل الأوطار | قاضی محمد بن علی شوکانی | متوفی 1250ھ/دارالحدیث مصر، طبع اول |
| عیون الرسائل والاجوبۃ علی المسائل | عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب آل الشیخ | متوفی 1293ھ/مکتبۃ الرشد، الریاض، طبع اول |
| مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیۃ | عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب آل الشیخ | متوفی 1293ھ/دارالعاصمۃ، الریاض، طبع اول |
| حقیقۃ الفقہ | امام حافظ محمد انواراللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ | متوفی 1336ھ/مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ، طبع سوم |
| تحفۃ الأحوذی بشرح جامع الترمذی | أبوالعلا محمد عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم مبارکپوری | متوفی 1353/دارالکتب العلمیۃ-بیروت |
| فتاوی نور علی الدرب | شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز | متوفی 1420ھ/بعنایۃ الشویعر |
| مجموع فتاوی ابن باز | شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز | متوفی 1420ھ |

| | | |
|---|---|---|
| ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل | شیخ محمد ناصر الدین ألبانی | متوفی 1420ھ، المکتب الإسلامی- بیروت، طبع دوم |
| سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ وأثرہا السیءفی الأمۃ | شیخ محمد ناصر الدین ألبانی | متوفی 1420ھ، دارالمعارف، الریاض، طبع اول |
| تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ | شیخ محمد ناصر الدین ألبانی | متوفی 1420ھ، دارالرایۃ، طبع پنجم |
| ضعیف ابی داود-الام | شیخ محمد ناصر الدین ألبانی | متوفی 1420ھ/مؤسسۃ غراس للنشر والتوزیع-الکویت، طبع اول |
| مجموع فتاوی ورسائل العثیمین | شیخ محمد بن صالح عثیمین | متوفی 1421ھ، دارالحدیث، مصر، طبع اول |
| فتاوی ارکان الاسلام | شیخ محمد بن صالح عثیمین | متوفی 1421ھ/دارالثریاللنشر والتوزیع، الریاض، طبع اول |
| بیس رکعات تراویح، تحقیق وتجزیہ | مولانا مفتی حافظ سید ضیاءالدین نقشبندی دام فیضہ، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ | معاصر/ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، طبع سوم |
| 100 مشہور ضعیف احادیث مترجم | احسان بن محمد عتیبی | معاصر/فقہ الحدیث پبلیکیشنز لاہور، اشاعت 2005 |
| فقہ الحدیث | عمران ایوب لاہوری | معاصر/فقہ الحدیث پبلیکیشنز لاہور، اشاعت 2004 |
| موقع الاسلام سؤال وجواب، عربی ڈپارٹمنٹ، | زیر نگرانی شیخ محمد صالح منجد | معاصر/نقل کردہ: 26 ذی القعدۃ 1430ھ، 15 نومبر 2009ء |
| فتاوی اللجنۃ الدائمۃ، المجموعۃ الاولی، | اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والإفتاء | رئاسۃ إدارۃ البحوث العلمیۃ والإفتاء، الإدارۃ العامۃ للطبع-الریاض |

حقیقت یہ ہے کہ فقہ حنفی صحیح احادیث کے مطابق ہے جیسا کہ شیخ الاسلام بانی جامعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جو مسائل فقہیہ بخاری وغیرہ کے مخالف ہیں دراصل اُن احادیث صحیحہ کے موافق ہیں جو امام بخاری وغیرہ متاخرین کو نہیں پہونچیں، پہونچیں بھی تو ضعیف بن کر۔ اُن حضرات کے زمانہ میں وہ سب صحیح اور واجب العمل تھیں۔ غرضکہ بخاری و مسلم کی حدیثوں کو صحیح بنانے والے حضرات جب فقہ حنفیہ کو مطابقِ احادیث کہہ رہے ہیں تو بخاری و مسلم کو صحیح ماننے والوں کو اس بات کا ظنِ غالب ہونا' ضرور ہے کہ فقہ حنفیہ واجب العمل ہے۔ (حقیقۃ الفقہ، ج2، ص 79/80)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مسائل کی بنیاد صحیح احادیث ہیں اس لئے کہ آپ کا زمانہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ہے جبکہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو چھ لاکھ سے زیادہ صحیح حدیثیں یاد تھیں جیسا کہ حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ نے لکھا:

اس میں شک نہیں کہ اُس زمانہ میں تحقیقِ حدیث خوب ہوئی، مگر باقتضائے زمانہ اس تحقیق کا نتیجہ یہ ہوا کہ سردست چھ لاکھ سے زیادہ حدیثیں جن کی صحت امام احمد کے نزدیک مسلم تھی، ضعیف ہوگئیں۔ (حقیقۃ الفقہ، ج2، ص 211)

## مصنف کی دیگر کتب

- شیخ الاسلام بانی جامعہ رحمۃ اللہ علیہ کا فقہی مقام
- فروغ امن میں شیخ الاسلام کا کردار
- خودکشی کا بڑھتا ہوا رجحان' اسباب و تدارک
- ایک مجلس میں تین طلاق